UNIVERSAL LIBRARY
OU_232699
UNIVERSAL LIBRARY

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

من تصنیف لطیف تالیف نظیف فاضل اجل عالم بے بدل سید امداد العلی صاحب بہادر آنریری ڈپٹی کلکٹر و مجسٹریٹ کانپور

المسمی بہ

الہوی عن الصراط السوی
بالاستعداد الی السنۃ السنیۃ المصطفویۃ

در سنہ ۱۲۹۶ ہجری

بنظر انتفاع عام و محض برای تقسیم برادران اہل اسلام بلا اخذ قیمت باہتمام شیخ عبد اللہ پرنٹر لسعی وافی

در مطبع سعشلہ طور کانپور طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی علمنا الاحکام کما ہی و رفع عنا جہلہا بلطفہ الازلی والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد الذی لنا فیہ اسوۃ حسنۃ وعلی آلہ واصحابہ الذین سیرتہم سنۃ مندوبۃ **اما بعد** سید امداد علی حنفی اکبرآبادی کہتا ہے کہ پہلے اس سے دو رسالہ ایک **نور الہدی** اور دوسرا **امداد السنۃ** بجواب **استفتاء التراویح** تحریر ہوکر مطبوع ہوئی تہی اب مولوی **عبد الرحمن** صاحب رئیس شہر اکبرآباد نے ایک رسالہ مسمی بہ **توضیح السنۃ الہدی** اپنے زعم مین بجواب رسائل مزبورہ قلمبند فرماکے مطبوع کرایا ہرچند اس جہت سے کہ وہ درشتی کلام اور گفتگوی عامیانہ سے مالامال ہے اور دواب اہل علم اوسمین ملحوظ نہین اور غالبًا مضامین اوسکے نافہمی مطالب نور الہدی اور امداد السنۃ سے ناشی ہین اور تحریر اس قسم کی مولوی عبد الرحمن صاحب کے شان کے لائق نہین قابل تسلیم جواب نہین ہے لیکن باین خیال کہ طبائع مختلف ہین اور یہ ضرور نہین کہ جو مطلب ایک دوبار مین کسیکے سمجھ مین نہ آیا ہو وہ پہر کبہی اوسکے سمجھ مین نہ آئی اور بسا وقت باعث درشتی سخن جہل مرکب اور قلت ادراک ہوتی ہے بامید تنبیہ آیندہ یہ جواب اوسکا لکہا گیا اور نام اسکا **امداد الغوی عن الصراط السوی** رکہا گیا **واضح** ہو کہ اول دس اصول لکھے جاتے ہین کہ سمجھدار آدمی بلاحظہ اونکے جواب رسالۂ مولوی عبد الرحمن صاحب کا دے سکتا ہی **اصل اول** یہ ہے کہ سنت لغت مین

یعنی طریقہ کے ہے اور اصطلاح عامہ اصول حنفیہ مین عبارت ہے طریقہ مسلوکہ فی الدین سے غیر اگر ترک اوسکا موجب اسارت اور کراہت ہو تو وہ سنت ہدی اور موکدہ ہے مانند جماعت او اذان اور اقامت وغیرہا کی اور اگر ترک اوسکا موجب اسارت اور کراہت نہو تو وہ سنت زائدہ اور غیر موکدہ ہے اور جس عبادت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفلا مواظبت فرمائی ہو ساتھ ترک کے احیانا ترک اوسکا موجب اسارت ہوتا ہے اور انہیں اصولیین حنفیہ کے نزدیک اطلاق سنت کبھی سنت غیر نبی پر بھی آتا ہے پس یہ اطلاق یا بمعنی لغوی ہے لکثرۃ استعمال السنۃ فی الطریقۃ کذا فی شرح المنہاج للاسنوی وفی التلویح والتنازع فی اطلاق السنۃ علی الطریقۃ علی ما ہو المدلول اللغوی والاظہار فی ان المجرد عن القرائن ینصرف فی الشرع الی سنۃ النبی علیہ السلام لمعرف اطاعتی کالطاعۃ ینصرف الی طاعۃ اللہ ورسولہ انتہی یا بمعنی شرعی اور اس تقدیر پر تقسیم سنت مین طرف سنت ہدی اور سنت زوائد کے اگر مقسم عام ہے سنت نبی اور غیر نبی سے تو سنت غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سنن زوائد مین داخل ہے اور اگر مقسم خاص سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے تو سنت غیر نبی صلعم خارج از قسمین ہے چنانچہ اسیطرف مشیر ہے یہ کلام صاحب تلویح کا والنفل دون سنن الزوائد لانہا صارت طریقۃ مسلوکۃ فی الدین وسیرۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم بخلاف النفل انتہی کیونکہ اگر مقسم عام ہوتا تو سنت غیر نبی بھی سنت زائدہ ہوتی اور اوسکا سیرۃ للنبی ہونا متصور نہین ہے بہرحال دوران اسارت ترک ساتھ مواظبت نفس نفیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جیساکہ مشیر ہے طرف اوسکے کلام امام ابی الیسر کا کہ مذکور ہو چکا ۱۲ اور ہمنے جو کہا ترک سنت غیر نبی کا موجب اسارت ہونا ممنوع ہے مثلا تھا طریقہ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پڑہنا وتر کا پہلے سونے سے اور تھا طریقہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پڑہنا وتر کا آخر رات مین اور پڑہنا فامضوا کا بجائے فاسعوا کے آیت کریمہ فاسعوا الی ذکر اللہ مین اور تھا طریقہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پڑہنا سورہ یوسف کا نماز صبح مین جیساکہ یہ سب موطای امام مالک مین مروی ہے اور اسیطرح تھا طریقہ حضرت عمر کا پڑہنا ایک عبارت مخصوصہ کا خطبہ جمعہ مین جیساکہ سنن ابن ماجہ مین مروی ہے

اور ہمارا طریقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا پڑھنا تسبیح کا بجای سورہ فاتحہ کے دو رکعت اخیرہ فرض میں
جیساکہ مصنف ابن ابی شیبہ مین مروی ہے حالانکہ ترک اسکا ہم کو انمین سے موجب اساءت نہین ہے
اور کوئی کام انمین سے کسیکے نزدیک سنت موکدہ نہین ہے اور مسائل ایسے کہ اونمین مذہب خلفا ہمارا
حنفیہ کو حجت نہین مثلاً مذہب حضرت عمر اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ یہ ہے کہ وطی زوج ثانی ہادم ملو دون طلقات
ثلثہ نہین ہے اور ہمارا ابی حنیفہ اور ابی یوسف برخلاف اسکے یہ ہے کہ وطی زوج ثانی ہادم ما دون ثلثہ ہے
اور عبارات **فقہای حنفیہ** تفسیر سنت مین مختلف ہین **بعض** نے کہاکہ سنت طریقہ مسلوکہ
فی الدین ہے بدون وجوب اور افتراض کے اور **بعض** نے کہاکہ سنت وہ کام ہے جو ثابت ہو
قول یا فعل آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام سے اور واجب اور مستحب نہو اور **بعض** نے کہاکہ سنت
وہ کام ہے کہ مواظبت فرمائی ہو اوسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا کسی نے آپ کے صحابہ
مین سے چنانچہ بیس رکعت تراویح کو بزعم مواظبت خلفای راشدین سنت کہنا موافق اسی تفسیر کے ہے
اور شامی نے جو **رد المحتار** مین لکہا ہے کہ مشروع اگر ایسا ہو کہ مواظبت فرمائی ہو اوسپر رسول صلعم
یا خلفای راشدین نے بعد آنحضرت کے تو وہ سنت ہے تو شاید ناشی اسی **قول** سے ہے اور
جمہور نے کہا ہے کہ سنت وہ ہے جسپر مواظبت فرمائی ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ترک
کے احیاناً اور جب مطلق مواظبت بدون قید عدم الترک احیاناً اطلاق ہوتے ہی تو اوس سے مواظبت
مع الترک احیاناً مراد ہوتی ہے جیساکہ فتح سر المنان فی تایید مذہب النعمان مین ہے لیکن **سنت
موکدہ** باتفاق حنفیہ اوس عبادت کو کہتے ہین کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت
فرمائی ہو ساتھ ترک کے احیاناً اور **مستحب** اور کبھی **مندوب** اوس کام کو کہتے ہین کہ کیا ہو
اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ایک بار اور ترک کیا ہو اوسکو اکثر اور کبھی **مستحب**
اوس کام کو کہتے ہین کہ دوست رکھا ہو اوسکو سلف نے اور اطلاق سنت کا سنت غیر موکدہ اور
مستحب پر بھی آتا ہے اور نزدیک **جمہور شافعیہ کے** سنت مرادف مندوب اور مستحب اور
تطوع کا ہے اور نزدیک بعض شافعیہ کے فرق ہے درمیان سنت اور مستحب کے جیساکہ فرق ہی

اون موحدون مین نزدیک حنفیہ کے **تنقیح** متن توضیح مین مرقوم ہے فان کان النفل طریقۃ مسلوکۃ
فی الدین فسنۃ والا فنفل انتہی اور یہی **تنقیح** مین مرقوم ہے والسنۃ نوعان سنۃ الہدی وترکہا یوجب اسائۃ
وکراہیۃ کالجماعۃ والاذان والاقامۃ ونحوہا وسنۃ الزوائد وترکہا لا یوجب ذلک کسنن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی
لباسہ وقیامہ وقعودہ والسنۃ المطلقۃ تطلق علی طریقۃ النبی علیہ السلام عند الشافعی رحمہ اللہ وعندنا تقع
علی غیرہا ایضا فان السلف کانوا یقولون سنۃ العمرین والنفل یثاب فاعلہ ولا یسیٔ تارکہ وہو دون سنن الزوائد
انتہی اور **شیخ الاسلام** نے **حاشیہ** شرح وقایہ مین لکہا ہے قد اختلف عباراتہم فی تفسیر السنۃ
شرعا فقیل ہی الطریقۃ المسلوکۃ من الدین من غیر وجوب ولا افتراض وقیل ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم مع الترک مرۃ او مرتین تعلیما للعباد انتہی اور **فصیحیہ** مین مرقوم ہے والسنۃ الطریقۃ المسلوکۃ فی
الدین بلا وجوب ولا افتراض وفسرہا بعضہم بما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع الترک احیانا انتہی
اور امداد **الفتاح** شرح نور الایضاح مین مسطور ہے والسنۃ لغۃ الطریقۃ المعتادۃ ولو سیئۃ وشرعا الطریقۃ
المسلوکۃ فی الدین من غیر لزوم علی سبیل المواظبۃ فان کانت مما واظب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مع الترک
فہی المؤکدۃ وان کان مع احیانا فہی المندوبۃ وان اقترنت بوعید لمن لم یفعلہا فہی للوجوب انتہی
اور **منح الغفار** مین مرقوم ہے انہا الطریقۃ المسلوکۃ فی الدین من غیر لزوم علی سبیل المواظبۃ انتہی
اور **نہر الفائق** مین مسطور ہے وہی لغۃ الطریقۃ مطلقا وعرفا الطریقۃ المسلوکۃ فی الدین الخ
لکنہ غیر مانع لصدقہ علی المستحب انتہی اور **شمنی** نے شرح مختصر وقایہ مین لکہا ہے السنۃ لغۃ
الطریقۃ والعادۃ وشرعا فی الادلۃ ما صدر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر القرآن من قول او فعل او تقریر
وفی الافعال ما ثبت بقولہ او فعلہ علیہ الصلوۃ والسلام ولیس بواجب ولا مستحب انتہی اور یہی کہا ہے
شیخ علی قاری نے **شرح مختصر وقایہ** مین اور **نہر الفائق** اور **در مختار** اور
در منتقی مین مرقوم ہے وہو تعریف لمطلقہا وان الشرط فی المؤکدۃ مواظبتہ مع ترک ما لکن شان
الشروط ان لا تذکر فی التعریف انتہی بلفظ النہر والدر المنتقی اور **محیط** مین مرقوم ہے السنۃ سنتان
سنۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسنۃ الصحابۃ فسنۃ الرسول علیہ الصلوۃ والسلام ہے الطریقۃ التی واظب

صلی اللہ علیہ وسلم علیہا نعنی الفجر وسنۃ الصحابۃ الطریقۃ التی واظبوا علیہا کالجماعۃ فی التراویح فانہا سنۃ عمر
فانہ واظب علیہا وتابعہ اصحابہ انتہے اور نہر الفائق مین مسطور ہے وما فی السراج ہی فی الشرع ما واظب
علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم او احد من اصحابہ فتعریف لمطلق السنۃ والکلام فی المؤکدۃ انتہے — اور
سید شریف جرجانی نے اصطلاحات العلوم مین لکھا ہے السنۃ فی اللغۃ الطریقۃ
مرضیۃ کانت او غیر مرضیۃ وفی الشریعۃ الطریقۃ المسلوکۃ فی الدین من غیر افتراض ولا وجوب فالسنۃ ما واظب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہا مع الترک احیانا فان کانت علی سبیل العبادۃ فسنن الہدی وان کانت علی
سبیل العادۃ فسنن الزوائد انتہے اور ضیاء معنوی شرح مقدمہ غزنوی مین مسطور ہے
والسنۃ ما واظب علیہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم یترکہا الا بعذر کالثناء والتعوذ وتکبیرات الرکوع والسجود
انتہے اور جامع الرموز مین مرقوم ہے والسنۃ لغۃ العادۃ وشریعۃ مشترکۃ بین ما صدر عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم من قول او فعل او تقریر وبین ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالامر ہی نوعان
سنۃ الہدی ویقال لہا السنۃ المؤکدۃ کالاذان والاقامۃ والسنن الرواتب والمضمضۃ والاستنشاق علی
وحکمہ کالواجب فی المطالبۃ فی الدنیا الا ان تارکہ یعاقب وتارکہا یعاتب والسنن الزوائد کاذان المنفرد والسواک
والافعال المعہودۃ فی الصلوۃ ومن خارجہا وتارکہا غیر معاتب انتہے اور شرح قدوری زاہدی
مین مذکور ہے السنۃ ما واظب علیہ النبی صلعم ولم یترک قصدا الا مرۃ او مرتین تعلیما وتسہیلا ولم یعرف اختصاصہ
انتہے اور درمختار مین مستحب کے تعریف مین مسطور ہے ہو ما فعلہ علیہ الصلوۃ والسلام وترکہ اخری
وما احبہ السلف انتہی اور ردالمحتار مین مسطور ہے وقد یطلق علیہ ای علی المستحب اسم السنۃ انتہی اور
درمختار مین بذکر اشارہ سابہ مرقوم ہے وفی المجتبی عن التحفۃ الاصح انہا مستحبۃ وفی المحیط انہا سنۃ انتہے
طحطاوی نے حاشیہ درمختار مین اور شامی نے ردالمحتار مین لکھا ہے قولہ فی المحیط
انہا سنۃ یمکن التوفیق بانہا غیر مؤکدۃ انتہے اور سبکی نے جمع الجوامع مین لکھا ہے
والمندوب والمستحب والتطوع والسنۃ مترادفۃ خلافا لبعض اصحابنا انتہی اور جلال الدین محلی
نے شرح جمع الجوامع مین خلافا لبعض اصحابنا کی شرح مین لکھا ہے ای القاضی حسین وغیرہ فی نفیہم

بر از فہما حیث قالوا ما فعل ان ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فہو سنۃ او لم یواظب کان فعلہ مرۃ او مرتین فہو المستحب انتہی اور اسنوی نے شرح منہاج میں لکھا ہے ویسمی المندوب سنۃ ونافلۃ قال فی المحصول ویسمی ایضا مستحبا وتطوعا انتہی مولوی عبدالرحمان صاحب نے ایک مقام رد المحتار کا دیکھ کر سنت کی تعریف اوس سے صفحہ ۱۵ میں نقل فرمائی اور نہ سمجھا کہ یہ قول بعض ہی تعریف مطلق سنت میں نہ تعریف سنت موکدہ میں اوسی رد المحتار میں دوسری جگہ مرقوم ہے ثم قال فی النہر والذی ظہر للعبد الضعیف ان السنۃ ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکن ان کانت لا مع الترک فہی دلیل السنۃ المؤکدۃ وان کانت مع الترک احیانا فہی دلیل غیر المؤکدۃ وان اقترنت بالانکار علی من لم یفعلہ فہی دلیل الوجوب فافہم ہذا فان بہ یحصل التوفیق انتہی قال فی البحر وینبغی ان یقید ہذا بما اذا لم یکن ذلک الفعل المواظب علیہ مما اختص وجوبہ علیہ الصلوۃ والسلام اما اذا کان کصلوۃ الضحی فان عدم الانکار علی من لم یفعل لا یصح ان ینزل منزلۃ الترک ولابد ان یقید الترک بکونہ بغیر عذر کما فی التحریر انتہی اور بہی اوسی رد المحتار میں ایک اور جگہ لکھا ہے فالاولی ما فی التحریر ان ما واظب صلی اللہ علیہ وسلم علیہ مع ترک ما بلا عذر سنۃ وما لم یواظب علیہ مندوب ومستحب وان لم یفعلہ بعد ما رغب فیہ اہ بحر انتہی اور اصل دوم یہ ہے کہ جس نماز تراویح کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑہنا ثابت ہی اوسکا غیر نماز تہجد ہونا ثابت نہیں ہے بخاری نے اپنی صحیح میں باب تحریض النبیؐ علی قیام اللیل والنوافل من غیر ایجاب میں اس حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی ذات لیلۃ فی المسجد فصلی بصلوتہ ناس ثم صلی من القابلۃ فکثر الناس ثم اجتمعوا من اللیلۃ الثالثۃ او الرابعۃ فلم یخرج الیہم رسول اللہ صلعم فلما اصبح قال قد رایت الذی صنعتم ولم یمنعنی من الخروج الیکم الا انی خشیت ان یفرض علیکم وذلک فی رمضان ذکر کیا ہے عینی نے شرح صحیح البخاری میں لکھا ہے قولہ ان یفرض علیکم ای بان تفرض علیکم صلوۃ اللیل یدل علیہ روایۃ یونس ولکنی خشیت ان تفرض علیکم صلوۃ اللیل فتعجزوا عنہا وکذا فی روایۃ ابی سلمۃ المذکورۃ قبیل صفۃ الصلوۃ خشیت ان تکتب علیکم صلوۃ اللیل انتہی حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں اس حدیث کی شرح میں پہلے لکھا کہ قد استشکل الخطابی ہذہ الخشیۃ مع ما ثبت فی حدیث الاسراء انہ قال ہی خمس وہن خمسون لا یبدل القول لدی فاذا امن

من التسبيل لم يخف من الزيادة واجاب عنه الخطابي نفسه بان صلوة الليل كانت واجبة على النبي صلى الله عليه وسلم وافعاله الشرعية تجب على الامة للاقتداء به لا من طريق انشاء فرض جديد زائد على الخمس اور يہ دوسرا جواب خطابي سے نقل کرکے لکھا وقد تلقى هذين الجوابين عن الخطابي ابن الجوزي وجماعة وهو مبني على ان قيام الليل كان واجبا عليه وعلى وجوب الاقتداء بافعاله وفي كل منهما نزاع اور یہ لکھا وقد فتح الباري ثلثة اجوبة اخرى احدها ان يكون الخوف افتراض قيام الليل يعني جعل التهجد في المسجد جماعة شرطا في صحة التنفل بالليل اور پھر دو جواب اور لکھکر لکھا واقوى هذه الاجوبة الثلثة في نظري الاول انتهى پس کلام خطابي اور ابن جوزي وغيرهما اور ابن حجر سے واضح ہے کہ یہ نماز نماز تہجد تھی اور **ابوداود** اور **ترمذی** اور نسائی وغیرہم نے ابی ذر سے روایت کیا ہے قال صمنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يقم بنا شيئا من الشهر حتى بقي سبع فقام بنا حتى ذهب ثلث الليل فلما كانت السادسة لم يقم بنا فلما كانت الخامسة قام بنا حتى ذهب شطر الليل فقلت يا رسول الله لو نفلتنا قيام هذه الليلة فقال ان الرجل اذا صلى مع الامام حتى ينصرف حسب له قيام ليلة فلما كانت الرابعة لم يقم بنا حتى بقي ثلث الليل فلما كانت الثالثة جمع اهله ونساءه والناس فقام بنا حتى خشينا ان يفوتنا الفلاح قلت وما الفلاح قال السحور اور **امام مالک** نے **موطا** میں عبد الله بن ابی بکر سے روایت کیا ہے قال سمعت ابي يقول كنا ننصرف في رمضان فنستعجل الخدم بالطعام مخافة الفجر اور بھی **امام مالک** نے **موطا** میں سائب بن یزید سے روایت کیا ہے کہ قال امر عمر ابي بن كعب وتميما الداري ان يقوما للناس في رمضان باحدى عشرة ركعة وكان القاري يقرء بالمئين حتى كنا نعتمد على العصا من طول القيام فما كنا ننصرف الا في فروع الفجر یہ سب روایات دلالت کرتی ہیں نماز تراویح کے تہجد ہونے پر اور **صحیحین** وغیرہما میں ابی سلمہ بن عبد الرحمان سے روایت ہے کہ پوچھا ابو سلمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے كيف كانت صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم في رمضان کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ما كان يزيد في رمضان ولا في غيره على احدى عشرة ركعة اس حدیث سے کہ بیان نماز تہجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے ابن ہمام نے تراویح آنحضرت کا آٹھ رکعت ہونا نکالا اور کسی نے فقہائے مخالفین میں سے اوسکے جواب میں یہ نہیں کہا کہ یہ حدیث تہجد میں ہے اور محل نزاع تراویح ہے اور **زیلعی** نے **شرح کنز** میں لکھا ہے والاصح انها صلوة الليل وفضل الا

فیها آخره انتہی اور نسفی نے شرح کنز میں لکھا ہے والمستحب تاخیرها الی ثلث اللیل او نصفه وبعد النصف قبل یکره وقد
الاصح الا ان صلوٰۃ اللیل مستثنی ہے اور نہر الفائق میں مرقوم ہے اما المندوب فالی ثلث اللیل ونصفه وحینئذ
فیما بعده والاصح عدم الکراهة فیها الا ان صلوٰۃ اللیل والافضل فیها آخره انتہی اور شرح منیہ حلبی اور امداد الفتاح
اور حاشیہ مختار طحطاوی کی اور رد المحتار وغیرہ میں مذکور ہے لکنها صلوٰۃ اللیل والافضل فیها آخره
انتہی اور شیخ عبد الحق دہلوی نے شرح سفر المنان فی تائید مذہب النعمان میں لکھا ہے
قد علم من هذه الاحادیث ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لم یقم فی رمضان الا لیالی متعدده واعتذر عن المواظبة
علی ما صلی خشیة ان یفرض ثم الصحیح انما کانت صلوٰته التی کان یصلیها باللیل هی احدی عشرة رکعة کما مر فی اول
باب صلوٰۃ اللیل من حدیث ابی سلمة انه سال عائشة رضی الله عنها کیف کانت صلوٰۃ رسول الله فی رمضان قالت
ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرة رکعة انتہی اور ترجمہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے وصحیح آنست کہ
آنچہ آنحضرت گذارده ہمان نماز تہجد بود کہ یازده رکعت است انتہی بالجملہ فرق درمیان نماز تہجد اور نماز
تراویح آنحضرت صلی الله علیه وسلم کی اختراع محض ہے جسکی اصل اور سند کی اور سوائے تقریر مستند مفتی سعد الله
صاحب میں پایا نہیں گیا ہے البتہ شاہ ولی الله صاحب والد ماجد مقرر تقریر کے نے مصفی میں بہ بیان
تقسیم عدد رکعت وتر وسہ رکعت جو لکھا ہے وہ مشیر طرف اسکی خلاف کی عبارت مصفی کی یہ ہے
حضرت امیر المومنین عمر رضی الله عنه بفراست خود دریافت کہ آنحضرت … قیام اللیل در جمیع ایام ترغیب فرموده اند
دو قیام رمضان ترغیب اکید … بیان فرموده است … قیام را اختیار … قیامهای
دیگر تقرر فرماید چون … وقت مقرر کرده … یا یک رکعت زیاده فرموده امام احمد بن
اسباب مختبر داشته است مکاشف او را اول احد عشر ثلث عشر من است انتہی اصل سوم
یہ ہے کہ اگرچہ باعتبار لغت کے قیام اللیل عام ہے صلوٰۃ اللیل سے اور صلوٰۃ اللیل عام ہے
نماز تہجد سے لیکن عرف میں قیام اللیل اور صلوٰۃ اللیل نماز تہجد ہے کو کہتے ہیں عینی نے
شرح صحیح البخاری میں لکھا ہے قال قرطبی التهجد القیام وقال کراع التهجد صلوٰۃ اللیل انتہی
اور شامی نے رد المحتار میں حلبیہ سے نقل کیا ہے تو غیر خفی ان صلوٰۃ اللیل المحثوث علیها هی التهجد انتہی

اور نماز تہجد نزدیک جمہور مشائخ حنفیہ کی مندوب ہے اور فرضیت اوسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے منسوخ نہین ہوئی اور یہی مسلک ہے بعض مالکیہ اور شافعیہ کا بہی فی النہر الفائق ما لخصہ ان
من المندوبات قیام اللیل اور نور الایضاح مین مسطور ہے وندب صلوۃ اللیل انتہی اور
امداد الفتاح مین مذکور ہے واما صفتہا فقد قال فی شرح المنیۃ انما مستحبۃ وقلنا مثلہ کما سنذکرہ انتہی
اور درمختار مین مرقوم ہے ومن المندوبات رکعتا السفر والقدوم منہ وصلوۃ اللیل انتہی اور ردالمحتار
حاشیہ درمختار مین مذکور ہے ان ماذکرہ ان صلوۃ اللیل من المندوبات مشی علیہ فی الحاوی القدسی
اور ابن ہمام نے فتح القدیر مین لکہا ہے وماذکرہ ذلک القائل من حدیث رکعتی الفجر بنیۃ التہجد
دلیل علی خلاف مقصودہ لان التہجد مندوب کما یشہد کثیر من السنۃ بندب الامۃ الیہ وقدتا دی بہ سنۃ الفجر
والطلاق الجواب اعم من کونہ ان ینوی مجرد الصلوۃ او المندوبۃ وانما لم یقل انہ سنۃ لانہا واظب علیہ الصلوۃ والسلام
علیہا والتہجد عند مشائخنا کان فرضا علیہ فمواظبتہ علی فرض انتہی اور یہی فتح القدیر مین دوسری جگہہ مسطور
ہے یعنی ان صفۃ صلوۃ اللیل فی حقنا السنیۃ والاستحباب تتوقف علی صفتہا فی حقہ صلی اللہ علیہ وسلم فانکانت
فرضا فی حقہ فہی مندوبۃ فی حقنا لان الادلۃ القولیۃ فیہا انما تفید الندب والمواظبۃ الفعلیۃ لیست علی تطوع
لتکون سنۃ فی حقنا وانکانت تطوعا فسنۃ لنا وقد اختلف العلماء فی ذلک فذہب طائفۃ الی انہا فرض علیہ وہ
کلام الاصولیین من مشائخنا تمسکوا بقولہ تعالی قم اللیل الا قلیلا الآیہ وقال طائفۃ تطوع اور ابن الحاجب
مالکی نے اپنے مختصر مین نماز تہجد کو اون فعال مین سے کہ مختص ہین ساتہ نفس نفیس آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے شمار کیا ہے اور متابعت کی ہی ابن حاجب کی اوسکے شارح قاضی عضد نے شافعیہ مین سے
اور ایسا ہی کہا ہے جلال الدین سیوطی شافعی نے اتمام الدرایہ مین اور بحر العلوم نے
شرح مسلم مین معطوف کیا ہے نماز تہجد کو اور افعال مختصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس عبارت سے
وصلوۃ التہجد عند من یقول بافتراضہا علیہ صلوۃ اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اور روایت کی مسلم نے سعد بن ہشام
بن عامر سے روایت کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہا مین نے انبئینی
عن قیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت الست تقرء القران یا ایہا المزمل قلت بلی قالت فان اللہ عز وجل

افترض قیام اللیل فی اول ہذہ السورۃ فقام نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ حولا وامسک اللہ خاتمتہا اثنی عشر
شہرا فی السماء حتی انزل اللہ فی آخر ہذہ السورۃ التخفیف فصار قیام اللیل تطوعا بعد فریضۃ سو جواب اوسکا حنفیہ
کی طرف سے یہ ہے کہ مراد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تطوع ہونا قیام لیل کا نسبت اصحاب نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے ہے نہ بہ نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کے چنانچہ روایت ابی داود مین صرف قیام
اصحاب ہی کا ذکر ہے اور روایت ابی داود یہ ہے قال قلت حدثنی عن قیام اللیل قالت الست تقرء یا ایہا
المزمل قال قلت بلی قالت فان ہذہ السورۃ نزلت فقام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی انتفخت اقدامہم
وحبس خاتمتہا فی السماء اثنی عشر شہرا ثم نزل آخرہا فصار قیام اللیل تطوعا بعد فریضۃ اور جو شامی نے فتح القدیر
سے نقل کیا ہے لکن صریح ما فی مسلم وغیرہ عن عائشۃ انہ کان فریضۃ ثم نسخ سو وہ حاصل عبارت فتح القدیر
کا برعم شامی ہے فتح القدیر مین بعد حدیث مسلم کے جو اوپر مذکور ہوئی بدون لفظ لکن او صریح کے مسطور ہے
فہذا یقتضی انہ نسخ وجوبہ عنہ انتہی اور مجد الدین فیروزآبادی نے سفر السعادات مین
لکھا ہے بدانکہ علما را اختلاف ست کہ قیام لیل بر حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فرض بودہ یا سنت
ہر دو طائفہ را دلیل یکی ست وآن آیت تنزیل است ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک بعضی میگویند این آیت
صریح ست در عدم وجوب وجمعی می گویند فتہجد امر است صریح بہ قیام لیل وتہجد چنانکہ جای دیگر فرمود یا ایہا المزمل
قم اللیل وہا نحن صریح نیامدہ انتہی اور شیخ عبد الحق نے ترجمہ مشکوۃ مین لکھا ہے وکلام دران
کہ نماز تہجد بر آنحضرت صلعم فرض بود یا نہ امت بعد ازان منسوخ شد مشہور است مختار آنکہ از امت منسوخ شد
وبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باقی ماند تا آخر عمر وصحح ذلک فی موضعہ انتہی اور **اصل چہارم** یہ ہے
کہ حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جو صحیحین وغیرہا مین مروی ہے اور یہی حدیث جابر سے جو
صحیح ابن حبان او صحیح ابن خزیمہ مین مروی ہے ثابت ہے کہ نماز تراویح آنحضرت کی آٹھ رکعت تھی اور
اوس مین رکعت تراویح پڑھنا آپ کا ثابت نہین ہے اور وہ جو روایت ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان مین بیس رکعت پڑھنا
آپکا آیا ہے سو وہ حدیث ضعیف ہے قابل احتجاج کے نہین ابو شیبہ کے ضعف پر اتفاق ہے
جیسا کہ فتح القدیر وغیرہ مین ہے بسط او تفصیل امداد السنۃ مین ہے اور **اصل پنجم** یہ ہے کہ پڑھنا

بیس رکعت تراویح کا فعل حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے کہین کتب احادیث اور آثار مین
پایا نہین جاتا ہے چہ جائیکہ مواظبت انکی بیس رکعت تراویح پر پائی جاوے لہذا حافظ ابن حجر نے
تخریج ہدایہ مین مواظبت خلفائے راشدین بیس رکعت تراویح پر کلام کیا ہے اور فصیحیہ شرح
وقایۃ الروایۃ مین یہ جمع مسلم لکہا گیا ہے عبارت فصیحیہ کی یہ ہے وقول الہدایۃ الاصح انہا سنۃ ای نفس التراویح
وانہم قال الشیخ ابن حجر لم اجدہ ای المواظبۃ عن الخلفاء الراشدین فما فی الہدایۃ ایضا منظور فیہ انتہی امداد
عبارت حموی مین جو واقع ہے وصلاہا عمر بعدہ عشرین ووافقہ الصحابۃ علی ذلک اور اسکے حاصل معنے
اردو مین اسکے صفحہ ۹ مین یون لکہے گئے اور حکم پڑہنے کا کیا ہی حضرت عمر نے بعد آنحضرت کے
بیس رکعت کا اور موافقت اوسکی کی ہے صحابہ نے انتہی تا کہ لکہنا حموی کا محل کلام نہو اگر صلاہا مین
نسبت پڑہنے کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مجازا لیجائے تو لکہنا حموی کا شاید سند ہے
سندا سکی کتب احادیث اور آثار سے پایا جاتا ہے اور نسبت فعل طرف سبب آمر فعل کے جائز ہے اور واقع
جیسے کہ نسبت ذبح کے طرف فرعون کے آیت کریمہ یذبح ابناءہم مین یا نسبت بنانے مکان کے طرف
ہامان کے یاہامان ابن لی صرحا مین حال آنکہ فرعون آپ ذبح نہین کرتا تہا بلکہ امر کرنے والا ذبح کا تہا اور ہامان
خود مکان نہین بناتا تہا بلکہ امر کرنیوالا بنانے مکان کا تہا اور **اصل ششم** یہ ہے کہ روایت اجماع صحابہ
سنت موکدہ ہونے تراویح پر محض بے اصل اور بے سند ہے ایک صحابی سے بہی سنت موکدہ ہونا تراویح کا منقول
نہین ہے اگر ایسا ہوتا تو روایت اسکی کتب احادیث و آثار مین ضرور پائی جاتی اور جس حال مین کہ اجماع
صحابہ سنت موکدہ ہونے نفس تراویح پر ثابت نہین ہوتا ہے تو سنت موکدہ ہونے بیس رکعت تراویح پر
کیونکر اجماع صحابہ ثابت ہوسکتا ہے اور اگر ایسا ہوتا تو بعض سلف زمان عمر بن عبد العزیز مین گیارہ رکعت کیونکر پڑہتے
اور امام احمد بن حنبل گیارہ اور تیئس مین کیونکر مخیر فرماتے اجماع صحابہ کا تو کیا ذکر ہے صحابہ کے بعد لوگون کا بہی
تراویح یا بیس رکعت تراویح کے سنت موکدہ ہونے پر اجماع نہین ہے یہان تک کہ حنفیہ مین بہی اختلاف ہے
اسکی سنت موکدہ اور مستحب ہونے مین جیسا کہ **تبیین** اور **مستخلص** اور **ینابیع** اور **خلاصۃ الفتاوی**
اور **فتاوی عالمگیریہ** اور **ماثبت بالسنۃ** وغیرہا مین مذکور ہے اور **اصل ہفتم** یہ ہے کہ تراویح

بیس رکعت تراویح کا سنت موکدہ ہونا روایت اسد بن عمرو میں اور سنت ہونا بدون قید موکدہ کے روایت حسن بن زیاد جو راوی وہ لائق اعتماد نہیں ہے کئی وجہ سے **اول** یہ روایت روایت نوادر ہے ظاہر الروایۃ نہیں اور عمل اوس مسئلہ پر کہ غیر ظاہر الروایۃ میں ہو مشروط ہے ساتھ نہ مخالف ہونے اصول حنفیہ کے اور سنت موکدہ ہونا تراویح کا بر تقدیر فرض ہونے تہجد کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مخالف اصول حنفیہ سے ہے **فتاوی قاضی خان** میں مسطور ہے والکانت المسئلۃ فی غیر ظاہر الروایۃ ان کانت توافق اصول اصحابنا یعمل بہا انتہی **دوسری** یہ قول امام خارج ہے ظاہر الروایۃ سے اور جو قول امام ایسا ہے اوس سے امام نے رجوع فرمایا ہے اور جس قول سے امام نے رجوع فرمایا ہو اوسکو قول امام نہ کہنا چاہیے اور اعتماد اوسپر کرنا چاہیے **بحر رائق** میں مذکور ہے ما خرج عن ظاہر الروایۃ فھو مرجوع عنہ وان المرجوع عنہ لیس قولا لہ انتہی اور **توشیح** میں مسطور ہے ان ما رجع عنہ لا یجوز الاخذ بہ انتہی **تیسری** جامع صغیر میں کہ کتب ظاہر الروایۃ میں سے ہے استحباب تراویح مسطور ہے فی **المستخلص** شرح الکنز اعلم ان التراویح سنۃ وذکر فی الجامع الصغیر بلفظ الاستحباب اور وہ ظاہر الروایۃ کو ترجیح ہے غیر ظاہر الروایت پر **رد المحتار** میں مرقوم ہے فی باب العیدین من البحر والظاہر ان الجامع الصغیر صنفہ محمد بعد الاصل فما فیہ ہو المعول علیہ **چوتھی** اسد بن عمرو اور حسن بن زیاد راوی اسکے مجروح ہیں **تنزیہ الشریعۃ** میں مسطور ہے اسد بن عمرو ابو المنذر البجلی الکوفی قال یحیی کذوب وقال ابن حبان کان یسوی الحدیث علی مذہب ابی حنیفۃ انتہی اور **شمس الدین** ذہبی نے ذیل ترجمہ اسد بن عمرو **کتاب اسماء رجال مسند احمد** میں لکھا ہے قال البخاری وابن المدینی ضعیف اور **میزان الاعتدال** میں لکھا ہے قال یزید بن ہارون لا یحل الاخذ عنہ وقال یحیی کذوب لیس بشیء وقال البخاری ضعیف وقال ابن حبان کان یسوی الحدیث علی مذہب ابی حنیفۃ انتہی اور بھی میزان الاعتدال میں لکھا ہے وضعفہ الفلاس وقال النسائی لیس بالقوی وقال الدارقطنی لا یعتبر بہ انتہی اور بھی **تنزیہ الشریعۃ** میں مرقوم ہے حسن بن زیاد اللؤلؤی کذبہ ابن معین وابو داود وغیرہما انتہی اور **میزان الاعتدال** میں ترجمہ حسن بن زیاد میں مذکور ہے روی احمد بن ابی مریم وعباس الدوری عن یحیی بن معین کذاب وقال محمد بن

عبد الله بن نمير يكذب على ابن جريج وكذا كذبه ابو داود فقال كذاب غير ثقة وقال ابن المديني لا يكتب حديثه
وقال ابو حاتم ليس بثقة ولا مأمون وقال الدارقطني ضعيف متروك وقال محمد بن حميد الرازي ما رأيت اسوأ اعتقادا منه

اصل ہشتم یہ ہے کہ معیار مسائل حقیہ اصول شرع ہیں نہ قول اکثر حق اور صواب وہ ہے جو موافق
اصول شرع کے ہو اور باطل اور خطا وہ ہے جو اصول شرع کے موافق نہیں بعض مسائل اسی قسم کے ہیں
کہ ان میں قول اکثر مشائخ حنفیہ بجانب خطا ہے اور قول بعض محققین بجانب صواب چنانچہ بہت مشائخ حنفیہ
نے رفع سبابہ سے تشہد میں منع کیا ہے اور اسی پر فتوی لکھا ہے حالانکہ یہ جانب خطا ہے اور صواب
استحباب اوسکا ہے جیسا کہ قول محققین حنفیہ ہے فی شرح المنية للحلبي وعن كثير من المشائخ لا يشير اصلا وفی
الدر المختار ولا يشير بسبابته عند الشهادة وعليه الفتوى كما في الولوالجية والتجنيس وعمدة المفتي وعامة الفتاوى
وفي الطوالع وفي الخلاصة والغياثية وهو المختار وعليه الفتوى وكذا في الواقعات الحسامية والتاتارخانية وفي
المضمرات الفتوى على انه لا يشير وفي الكبرى وعليه الفتوى ونقل الشيخ سليمان بن عثمان في رسالة النهاني في النهي
عن الاشارة عما تقدم وعن شرح المختصر والمنية والى المكارم ومختارات النوازل وخزانة المفتين والذخيرة البرهانية الكبرى و
غرر الاذكار شرح درر البحار ونقل عن الذخيرة انه قال هو ظاهر الرواية وقال صاحب الكيداني انها حرام في المحلا الاحد والاشارة بالمسبحة في التشهد عند
قوله لا اله الا الله حرام وفي السراجية ويكره ان يشير بالسبابة عند التشهد هو المختار وفي قنية المنية رفع السبابة المسنى في التشهد عند التهليل
مكروه وفي المستصفى ويكره الاشارة وكرهها في خزانة المفتي **اصل نہم** یہ ہے کہ معنی علیکم بسنتی وسنة الخلفاء
الراشدین میں اقوال ہیں تفصیل اوسکی صفحہ ۱۵ امداد السنہ میں مذکور ہے ایک قول ان میں سے یہاں
مسطور ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ علیکم اسم فعل ہے بمعنی الزموا او حثوا علی الفضل کی جہت ہے تو ایجاب حقیقی
خود نہیں ہے بلکہ مقصود اوس سے استحباب ہے ورنہ اتباع طریقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور طریقہ خلفاء
راشدین واجب ہو اور ترک اوسکا موجب عتاب نہ موجب صرف عتاب اور ابا وقت مراد وجوب سے
استحباب اور استحسان ہوتا ہے **نہایہ جزری** میں مسطور ہے غسل الجمعة واجب على كل محتلم اى مستحب
اور اسی قول ابو حنیفہ میں کہ لو لم يبعث الله للناس رسولا لوجب عليهم معرفته بعقولهم مشائخ بخاری وجوب
کو بمعنی ینبغی کے لیتے ہیں تحریر میں مسطور ہے وحينئذ فيجب حمل الوجوب في قوله لوجب عليهم معرفته بعقولهم

علی ما ینبغی یا بمعنی خذوا کے ہے **مجمع البحار** مین مسطور ہے علیکم بہذا ای اعلموہ وہو اسم
سمی بہ یقال علیک زیدا وبزید انتہے اور اس تقدیر پر امر واسطے ندب اور استحباب کے ہے نہ واسطے
وجوب کے **مسلم** مین اور اوسکے شرح مین جو بحر العلوم کے ہے مذکور ہے اقتدوا بالذین من بعدی
ابی بکر وعمر رواہ احمد وعلیکم بسنتی الحدیث وسنۃ الخلفاء الراشدین فلنا ہو خطاب للمقلدین فلا یکون حجۃ
علی المجتہدین وبیان لاہلیۃ الاتباع لا لحصر الاتباع وعلی ہذا فالامر للاباحۃ او للندب واحد ہذین التاویلین ضروری
لان المجتہدین کانوا یخالفونہم والمقلدون کانوا یقلدون غیرہم انتہے اور سنت کے معنی اس حدیث مین تقریر
کے ہین اور دونون جگہہ یعنی سنتی اور سنۃ الخلفاء الراشدین مین ایک ہی معنی مراد ہین پس جو شبہات
کہ مولوی عبد الرحمان صاحب نے صفحہ ۷۵ مین اس حدیث کے معنی پر کئے ہین سب نافہمی مطلب سے
ناشی ہین اور اہتمام سے کسی چیز کے وصیت مین تجاوز اوس چیز کے حال سے لازم نہین ہے تاکہ
مستحب بسبب وقوع کے وصیت مین سنت موکدہ ہو جائے اور امر تمسکوا اور عضوا مین واسطے
ندب کے ہے اور اگر نزدیک مولوی عبد الرحمان صاحب کے یہ امر واسطے وجوب کے ہے تو سنت
خلفای راشدین کو واجب کہنا چاہئے نہ سنت موکدہ اور جو مولوی عبد الرحمان صاحب نے ص ۷۶ مین
مین لکہا ہے تو یہ تراویح بقول آپکے نہ سنت اصل ٹہری نہ مستحب کیونکر ہو گی انتہے جواب اسکا یہ ہے
کہ تراویح مستحب ہوگی بموجب احادیث قولیہ کے مانند تہجد کے اور بیس رکعت تراویح مستحب ہونگے بموجب
اقرار اور اجازت حضرت عمر رضہ اور اور صحابہ کے اور جو اسی صفحہ مین یہی لکہا ہے کہ ہر طریقہ کیواسطے
فرض و واجب و سنت و مستحب علحدہ علحدہ ہونگے انتہی جواب اوسکا یہ ہے کہ ہر طریقہ کے واسطے
چارو قسم ہونا کیا ضرور ہے اور اگر دونون طریقون مین چارون قسم پائی جائین تو اسمین کیا محذور ہے
اور جو اسی صفحہ مین بہی لکہا ہے طریقہ خلفاے راشدین عین طریقہ آنحضرت صلعم ہے اور
خلفاے راشدین پیرو ہین انتہے کچہہ مضر خصم اور مفید مولوی عبد الرحمان صاحب کے نہین ہے
کہ اس سے سنت موکدہ ہونا ثابت نہین ہوتا ہے اور جو اسی صفحہ مین بہی لکہا ہے یہان پر اعادہ
معرفہ کا مثل فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا کے طور پر اعادہ معرفہ کا اس مقام پر نہین ہے انتہے

سو یہ انتقال نہین کیونکہ اعادہ معرفہ مسطور ہے وہ بطور الزام مذکور ہے اور جبکہ اعادہ معرفہ مسلم ہے تو شکل فان مع

العسر یسرا ان مع العسر یسرا اونکا اعادہ معرفہ کا کیا خوب ہے مولوی عبدالاحد صاحب تو صفحہ

استفتاء الفرائح مین ہونا ثانیہ کا میں اوسکے متعلق اعادہ معرفہ مین لکھتے ہین اور جو اسی صفحہ مین لکھا

اشعۃ اللمعات سے لکھا گیا ہے کہ سنت خلفاے راشدین در اصل سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے

انتہی سو یا اوس سنت خلفا ہین کہ وہ قیاس اور رائے سے خارج ہے مسلم ہے لیکن اوسپر بھی

اطلاق سنت کا بحیثیت آنحضرت ہونیکا بدون ثبوت کے کرینگے اور اور سنت خلفا مین عموماً یہ قول تسلیم جائز

ہے کہ سنت خلفا قیاسی ہو اور حدیث مین آیا ولا یہ ہے کہ شاید ذہن ہی سے یہ حدیث متفق علیہ

یزید بن ثابت کے جاتی رہی نہ رخ سہوا قیل معنی القول فی بطن القائل سے ہے کچھ مفصل اسکا معلوم نہین ہوتا ہے

اور جو اسی صفحہ مین بھی لکھا ہے ثانیاً یہ ہے کہ حضرت مولف رسالہ کو قواعد اصول فقہ کی خبر نہین ہے الخ

سو یہ تحریر مولوی عبدالرحمان صاحب کی موافق اونکے مبلغ علم کی ہے تمہاری تحصیل تمام اصول مین نورالانوار

ہے نہ سمجھے اوسکو ہر جگہہ سے دوڑتے ہین وہ جو حضرت نے نورالانوار سے نقل کیا مذہب فخر الاسلام

ہے اور مذہب جمہور اصولیین اور عامہ مشائخ حنفیہ اور اہل عربیت اسکے خلاف یہ ہے کہ لام تعریف وقت

مستقیم نہونے عہد کے محمول ہوتا ہی استغراق پر نہ جنس پر اسلیئے کہ عہد اور استغراق حقیقت ہے اور

جنس مجاز اور جب تک حمل حقیقت پر ممکن ہو مجاز پر جائز نہین اگر مولوی عبدالرحمان صاحب نقل عبارت

نورالانوار مین حذف اور تصرف نفرماتے عبارت نورالانوار ہی سے جو راقم نے لکھا کھل جاتا اور عبارت

نورالانوار سے جو مولوی عبدالرحمان صاحب نے نقل فرمانے سے پہلے مسطور ہے اور وہ یہ ہے ثم اللام

المعرفۃ فی صورۃ لا یستقیم التعریف العہدی اوجبت العموم سواء کان العموم للجنس کما ذہب الیہ فخر الاسلام

وتابعوہ او الاستغراق کما ذہب الیہ اہل العربیۃ وجمہور الاصولیین اور بعد اسکے مرقوم ہے فان لم یستقم العہد

بان لم تکن ثمہ افراد معہودۃ او لم یجر ذکرہ فیما سبق حمل علی الجنس کل الاولی و حمل علی حسب ما یلیق بالمقام

او علی الاستغراق فیستوعب الکل یقینا اور حاشیہ نورالانوار مطبوعہ پر جو کشف بزدوی سے مسطور ہے

اوسکو بھی اگر مولوی عبدالرحمان صاحب ملاحظہ فرما لیتے تو مرتکب زبان درازی خصم پر نہوتے عبارت

کشف کی یہ ہے ذہب جمہور الاصولیین وعامۃ مشائخنا وعامۃ اہل اللغۃ الی ان موجبہ العموم والاستغراق

توضیح مین مسطور ہے ان ما قالوا انہ یحمل علی الجنس مجازا مفید بصورۃ لا یمکن حملہ علی العہد والاستغراق

حتی لو امکن یحمل علیہ اور **تلویح** مین مسطور ہے لاشک حمل الجمع علی الجنس مجاز وعلی العہد او الاستغراق

حقیقۃ والمساغ للمجاز الا عند تعذر الاصل انتہی اور **تحریر الاصول** مین مرقوم ہے وان امکن کل

منہا قیل الجنس للتیقن وقیل الاستغراق للاکثریۃ خصوصا فی استعمال الشارع وقرران الجمع المحلی للعہد والاستغراق

حقیقۃ وللجنس مجاز وانہ خلف لا یصار الیہ الا لتعذرہما انتہی **تقریر** شرح تحریر مین قیل الاستغراق کی

شرح مین مسطور ہے وقالہ عامۃ مشائخنا وغیرہم انتہی **اصل دہم** یہ ہے کہ اتبعوا السواد الاعظم

مین مراد سواد اعظم سے یا جملہ صحابہ کرام ہین یا ساری مجتہدین عظام یا سب اہل سنت وجماعت پس ادعیہ ہے

کہ جس مسئلہ مین جملہ صحابہ کرام ایکطرف ہون اور غیر صحابہ ایکطرف اتباع صحابہ کرام لازم ہے یا جس مسئلہ مین

ساری مجتہدین عظام ایک طرف ہون اور غیر اہل سنت ایک طرف اوس مسئلہ مین اتباع اہل سنت لازم ہی

اسی جگہ سے ہے کہ سفیان ثوری سے کما لوان فقیہا علی راس جبل لکان ہو الجماعۃ **ابو شامہ** نے

کتاب البدع والحوادث مین لکہا ہے حیث جاء الامر بلزوم الجماعۃ فالمراد بہ لزوم الحق و

اتباعہ وان کان المتمسک بہ قلیلا والمخالف لہ کثیرا لان الحق ما کان علیہ الجماعۃ الاولی وہم الصحابۃ ولا عبرۃ الی

کثرۃ اہل الباطل بعدہم انتہی بالجملہ سواد اعظم مقابل غیر صحابہ کرام یا غیر مجتہدین عظام یا اہل بدعت ہی

اور معیار حق وباطل ہونا سواد اعظم کا ساتہ اسی معنی کے ہے ورنہ مانعین زکوۃ بعد وفات رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر تہے بہ نسبت غیر مانعین کی اور تابعین امامت حضرت معاویہ اور امامت

یزید زمان بنی امیہ مین اکثر تہی بہ نسبت غیر قائلین کے **تقریر** شرح تحریر مین مذکور ہے

وقد ارتد اکثر الناس بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومنعوا الصدقۃ وکان المتخلفون الاقل

وہم الصحابۃ وکان اکثر الناس فی زمن بنی امیۃ علی القول بامامۃ معاویۃ ویزید انتہی اور **مسلم** مین

مسطور ہے وقد ارتد اکثر الناس بعد وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان الاکثر فی زمان بنی امیۃ علی امامۃ معاویۃ

وعلی امامۃ یزید ابنہ انتہی اب اصول عشرہ تمام ہو چکے بیان سے بالتفصیل رد اقوال مولوی

قولہ عبدالرحمان صاحب کا جو توضیح سنۃ الہدی مین اون سے صادر ہوے ہین شروع سے
صـ حضرت جو نماز تراویح کو کہین پہ لکھے ہین کہ نماز تراویح حضرت کی نماز تہجد تہی الی قولہ فی صفحہ ۶
اور نزدیک امام ابی حنیفہ کے مکروہ ہے **اقول** کچہ تعارض اقوال راقم مین نہین ہے زعم تعارض
ناشی نافہمی مطلب نورالہدی اور امداد السنۃ سے ہے سب اٹھ رکعت کا مسنون ہونا موافق تحقیق
ابن ہمام کے لکھا گیا ہی نہ بطور جمہور حنفیہ اور جمہور حنفیہ کے طور پر تو اٹھ رکعت کا بہی سنت موکدہ ہونا
نہین درست آتا ہے اور بیس رکعت مین سے اٹھ رکعت کا مسنون ہونا اور بارہ کا مستحب ہونا اوس
تقدیر پر مراد ہے کہ بیس رکعت پڑہنے والا اٹھ رکعت کو بہ نیت سنت اور بارہ کو بہ نیت استحباب پڑہے
اور بدون نیت اس تفصیل کے بیسون مستحب ہین اور سنت عمری اور فعل خلفا ہونا توجیہ کلام
ناقلین اختلاف سنیت و استحباب مین موافق زعم ناقلین مذکورین بہ نسبت نفس تراویح لکھا گیا ہے نہ بہ
نسبت بیس رکعت تراویح اور بطور تحقیق بیس رکعت کے فعل خلفا ہونیکا انکار کیا گیا ہے اور بیس
رکعت کا آنحضرت صلعم سے ثابت ہونا نہین لکھا گیا ہے بلکہ ثابت ہونا پڑہنے آنحضرت کا بیس رکعت
کو لکھا گیا ہے منشاء منہیا اور بالفرض اگر بیس رکعت کا ثابت ہونا آنحضرت صلعم سے بہی لکھا جاتا تو ظاہر
اوس سے ثبوت صریحی ہوتا اور حمل فعل حضرت عمر اسپر کہ اونکے پاس کچہ اصل اوس کا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگی مفید ثبوت صریحی نہین ہے پس کیونکر یہ حمل مخالف اوس تحریر کے
ہوتا اور نورالہدی مین چہتیس رکعت پڑہنے اور پڑہانے والیکا رافضی اور مبتدع اور جاہل اور کافر ہونا
لکھا گیا ہے نہ جائز بلا کراہت ہونا چہتیس رکعت پڑہنے اور پڑہانے کا موافق مذہب حنفی لکھا گیا
اسلیئے کہ جماعت سے پڑہنا چہتیس رکعت کا صرف مذہب حنفی مین مکروہ ہے نہ مذہب مالکی اور
شافعی مین اور یہ دونون مذہب بہی مذاہب اہل سنت مین سے ہین نہ مذاہب روافض اور اور اہل بدعت
اور جہال اور کفار مین سے اور پڑہنا بیس رکعت کا بجماعت اور سولہ کا بدون جماعت کے خود حنفیہ کے نزدیک
بہی مستحب ہے **قولہ** صـ تراویح سنت موکدہ بیس رکعت ہے اور یہی اصح ہی اور اسی پر عمل
الناس زمانہ حضرت عمر سے باجماع صحابہ استقرار پایا ہے اٹھ رکعت اور چہتیس رکعت جو اول مین پڑہی

گئی تھین متروک ہوگئین اس استقرار کے بعد دوسرا عمل جاری نہین ہوا **اقول** اجماع صحابہ جواز بیس رکعت
پر سنت موکدہ ہونے بیس رکعت پر مسلم ہے لیکن متروک اور ناجائز ہونے اٹھ رکعت یا چھتیس رکعت پر
اجماع صحابہ ممنوع ہے اگر ایسا ہوتا تو جیسے امر فرمانا حضرت عمرؓ کا ابی بن کعب اور سلیمان بن ابی حثمہ اور تمیم داری
کو ساتھ پڑھانے گیارہ رکعت کے منقول ہے اور پڑھا جانا گیارہ اور تیرہ رکعت کا زمان خلافت حضرت عمرؓ
روایات سائب بن یزید سے مروی ہے متروک ہو جاتا اٹھ یا گیارہ یا تیرہ یا چھتیس رکعت کا اور انکار
صحابہ میں اوسپر منقول اور مروی ہوتا اور امام مالک چھتیس رکعت تراویح کے نہ قائل ہوتے اور گیارہ
رکعت کو اپنے نفس کے واسطے اختیار نکرتے اور امام احمد بن حنبل درمیان گیارہ اور تیئیس کے مخیر نفرماتے
اور بعض سلف عمر بن عبد العزیز گیارہ رکعت نہ پڑھتے **قولہ** صد درمختار مین لکھا ہے اور صاحب
رد المحتار اوسکو یون لکھتا ہے الخ **اقول** یہ کہنا کہ درمختار مین لکھا ہے اور صاحب رد المحتار اوسکو
یون لکھتا ہے مشعر کمال الغفال اور جہل عامیانہ ہے اول درمختار کی عبارت عربی ہے اور یہ عبارت
اردو دوسرے رد المحتار اوسکا حاشیہ ہے درمختار اوس سے بہت پہلے ہے رد المحتار کا درمختار
مین ذکر آنا کیونکر ہو سکتا ہے اعتراض ابن ہمام تصحیح ہدایہ پر مقتضای اصول حنفیہ ہے اور روایت
سنت موکدہ کی امام سے آلاق اشتباہ کے نہین ہے چنانچہ تفصیل اسکے اصل ہفتم مین گذر چکی ہے
اور دعوی اجماع سنت موکدہ ہونے بیس رکعت تراویح پر باطل ہے اسلیئے کہ روایت اجماع فی اصل
سے اور مواظبت خلفای راشدین بیس رکعت پر ثابت نہین ہے جیسا کہ اصل پنجم مین معلوم ہوا اور نہ کوئی
کام صرف مواظبت خلفای راشدین سے سنت موکدہ ہوتا ہے جیسا کہ اصل اول مین معلوم ہوا اور
امر اتباع سنت خلفای راشدین علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین مین استحبابی ہے وجوبی نہین جیسا
کہ اصل ہم مین معلوم ہوا اور جسنے تراویح کو سنت کہا ہے اور اوسکے ترک کو مکروہ اگر مراد اوسکے
تراویح سے اصل تراویح ہے نہ بیس رکعت تراویح تو قول اوسکا اوس تقدیر پر کہ فرضیت تہجد کی آنحضرت
صلعم سے منسوخ ٹھہرائی جائے صحیح ہے اور اگر مراد اوسکی تراویح سے بیس رکعت تراویح ہی تو قول
اوسکا مانند قول اور قائلین سنت موکدہ ہونے بیس رکعت کے محل نظر ہے اور جواز بیس رکعت کا تراویح

مین اوس عمل ناس اور مشرق و مغرب مین عمل نزاع نہین ہے مگر نزاع سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا ہی تو کوئی سبب رواج عام سے سنت موکدہ نہین ہوجاتا ہے اور سنت موکدہ کہنے بیس رکعت تراویح کو قول جمہور قرار دینا غلط ہے مسلم خصم نہین ہے اور جواب بمقتضائی دلیل کا جو صاحب رد المحتار نے لکھا ہے مولوی عبد الرحمان صاحب پیش کرتے ہین اگر بحال اوسکے صحت اور سقم کا ملحوظ کی **قولہ** صفحہ ۱۵ اور عشرات مین لکھا ہی الخ **اقول** روایت زادتہ مین تراویح کا سنت ہونا ہے نہ بیس رکعت تراویح کا اور دلیل سنت موکدہ ہونے کی مفید سنت موکدہ ہونیکی نہین ہے اسلیئے کہ اجماع امت کسی فعل کے جواز اور مراعات پر اور انکار کرنے اہل قبلہ سے سوائے موافقہ کے اوس فعل پر سنت موکدہ ہونا اوس فعل کا لازم نہین آتا ہے اور روایت طحاوی حجتہ مین بہی سنت موکدہ ہونا تراویح کا مسطور ہے نہ بیس رکعت تراویح کا اور ایک صحابی سے بہی سنت موکدہ کہنا تراویح کا ثابت نہین ہوتا ہے جیسا جانے کہ سنت موکدہ ہونے تراویح پر اجماع صحابہ ہوا اور عمل امت کچہ مفید سنت موکدہ ہونیکا نہین ہے اور روایت ابی عبد اللہ مین بہی سنت موکدہ ہونا تراویح کا نہ بیس رکعت کا مرقوم ہے اور بر قول الخ تہجد اور بیس مین نزاع نہین ہے نزاع بیس رکعت کے سنت موکدہ ہونے مین ہے اور روایت کافی مین لفظ سنت کا محتمل سنت غیر موکدہ ہے **قولہ** صفحہ ۱۶ امام ابو حنیفہ مذہب والے الخ **اقول** امام ابو حنیفہ مذہب والے کسی روایت مین اون روایتون کی جو مولوی عبد الرحمان صاحب نے لکھی ہین بیس رکعت تراویح کا سنت موکدہ ہونا مذکور نہین ہے اور کلام صاحب رد المحتار کو اس غرض سے کہ اوسنے ذکر کرنا جواب قول ابن ہمام کا لکہا ہی اگر حمل سنت موکدہ ہونے بیس رکعت پر کرتا ہے تو بر تقدیر صحت اس حمل کے قول صاحب رد المحتار ہمپر حجت نہین ہے حجت اوسپر ہے جو ہر باب مین دعوی اتباع رای صاحب رد المحتار ہو و نحن لا نقول بہا اور حال اجماع صحابہ اصل ششم مین اور حال مواظبت خلفائے راشدین اصل پنجم اور اصل اول مین معلوم ہوچکا ہے اور حنفیہ اور شافعیہ کے بیس رکعت پڑہنے سے سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا لازم نہین آتا ہی یہ بنا بیس رکعت کا استحباب ہی ہوسکتا ہی بہر حال بیس رکعت کی سنت موکدہ نہ جانتی اور انکار دعوی اجماع کی اصل سی کوسے سنی حنفی المذہب

منکر سنت ہونا ثابت نہین ہوتا ہے چنانچہ اگر بدعتی اور ضال اور غیر مقبول الشہادۃ ہوا ور روایت فتاوی
ثابت ہے جو منکر سنیۃ تراویح مبتدع اور ضال اور غیر مقبول الشہادۃ لکھا ہے سو وہ مضر ہمکو نہین ہے
وجہ یہ ہے اول لکھنا اوسکا بنسبت منکر ہیئت کے ہے نہ بنسبت منکر سنۃ موکدہ ہونے کے دوسرے
لکھنا اوسکا بنسبت منکر سنیۃ نفس تراویح کے ہے نہ بنسبت منکر سنیۃ بیس رکعت تراویح کے **قولہ** ص۹
اور جو شخص اسکو سنت عمری کہتا ہے بنسبت اوسکے طحطاوی مین یہ لکھا ہے الخ **اقول** بزازیہ
مین سنت عمری کہنیوالیکا جو کفر بسبب استخفاف کے مرقوم تھا طحطاوی نے اوسکا رد حموی سے
سے نقل کیا ہے چنانچہ کہا ہے حموی نے کہ اسمین نظر ہے اسلیے کہ کتب متداولہ مین مسطور ہے
کہ تراویح سنت عمری ہے اور دعوی استخفاف کا ممنوع ہے **قولہ** ص۱۰ اور اسی بیس رکعت
پر استقرار ہوا ہے آٹھ اور چھتیس رکعت پڑھنے بعد استقرار کے کسی سے روایت نہین کی **اقول**
مراد استقرار سے بیس رکعت پر اگر جائز ٹھیرانا بیس رکعت کا ہے تو وہ منافی سنیت آٹھ رکعت کی
نہین ہے اور اگر نا جائز ٹھیرانا سواے بیس رکعت کا ہے تو دعوی استقرار باطل ہونے اصل سے
امام مالک کے نزدیک تراویح کے چھتیس رکعت ہین اور امام احمد کے نزدیک مخیر ہے درمیان بیس اور
گیارہ کے اور عہد عمر بن العزیز مین بعض سلف گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور زمان خلافت حضرت عمرؓ
مین جیسا امر حضرت عمر بیس رکعت پڑھنے کا تھا تھین ویسے ہی گیارہ رکعت بھی پڑھی جاتی تھین ایسا
استقرار کسی عہد مین باسناد صحیح پایا نہین جاتا ہے **قولہ** ص۱۰ ضعف راوی سے اصل حدیث کا باطل
ہونا لازم نہین ہوتی لیکن قابل عمل کے ہوتی ہے **اقول** اول محل نزاع عمل نہین ہے
بلکہ ثابت ہونا سنیۃ بیس رکعت تراویح کا ہے اس بنا سے کہ بیس رکعت تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے پڑھی ہین **دوسری** قابل عمل ہونا حدیث ضعیف کا بھی متفق علیہ علما نہین ہے جیسا
کہ تدریب سیوطی سے ظاہر ہے **تیسری** عمل حدیث ضعیف پر مشروط ہے ساتھ تین شرطون
کے پہلی شرط یہ ہے کہ ضعف اوس حدیث کا شدید نہو اور شدت ضعف خالی نہو یا جملہ طرق اوس حدیث
کے سے کوئی راوی کاذب یا متہم بالکذب ہے اور دوسری شرط داخل ہونا اوس عمل کا ہے تحت مین

بعمل تمام کے اور تیسری شرط اعتقاد نکیا جانا سنیت اس عمل کا ہے ساتھ اس حدیث کے سو شرط
اول مفقود ہے اسمین یقین مفقود ہے اسلیے کہ کوئی طریق اس حدیث کے طرق مین سے عثمان
بن ابراہیم راوی مکذب سے خالی نہین ہے اور فقدان شرط ثالث بھی اسی جہت سے ہے
کہ لوگ بموجب اس حدیث کے بیس رکعت کو سنت جانکے پڑھتے ہین در مختار مین ہے

شرط العمل بالحدیث الضعیف عدم شدة ضعفه وان یدخل تحت اصل عام وان لا یعتقد سنیة ذلک الحدیث
اور **طحطاوی** نے حاشیہ **در مختار** مین لکھا ہے شدید الضعف ہو الذی لا یخلو طریق من طرقہ
عن کذاب او متہم بالکذب **قولہ** صفحہ ۱۰ اور حضرت عثمان اور حضرت علی اور دیگر صحابہ کرام نے ہمیر اتفاق
او معمول اپنا فرمایا **اقول** حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے بیس رکعت تراویح کو
معمول اپنا فرمانا کسی روایت صحیحہ سے ثابت نہین ہے اور اتفاق سے صحابہ کے جو بیس رکعت پر
سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا ثابت نہین ہوا ہے **قولہ** صفحہ ۱۱ اس عبارت فتح القدیر پر غور
فرمائی کہ اس سے ثبوت استقرار بیس رکعت تراویح سنت ہونیکا بسبب مداومت محمد صلعم اور ترک ہونا
آٹھ رکعت جو پہلے متروک [illegible] ہوا ہے الخ **اقول** اس عبارت فتح القدیر مین سنت ہے
نہ بیس رکعت کا بسبب مواظبت خلفا سے حضرت کے کہان ذکر ہے ان استقرار بیس رکعت اور بیس
بیہقی سے منقول ہے سو بقول عبارت خلاصہ نووی اسکے ضعف کے طرف اشارہ کیا ہے
چنانچہ نووی نے خلاصہ مین قول بیہقی کو بصیغہ تمریض بیان کیا ہے اور کیونکر قول بیہقی ضعیف
نہوگا اسناد معتبر سے استقرار بیس رکعت پر ساتھ متروک ہو جانے اور اعداد کے ہرگز ثابت نہین ہوا ہے
اور جبکہ صاحب فتح القدیر نے آٹھ رکعت کا مسنون ہونا اور بارہ رکعت کا مستحب ہونا موافق مقتضائے
دلیل اور مطابق اصول حنفیہ بیان کیا تو اس سے خود ثابت ہوگیا کہ بطور ادائے سنت موکدہ آٹھ رکعت
پڑھنا اور بطور ادائے مستحب بیس رکعت پڑھنا حنفی المذہب کو جائز ہے اور جواب مقتضائی دلیل کا
باصواب ہونا صرف لکھدینے صاحب رد المحتار سے نہین ہوتا ہے اور حدیث سننت لکم سے سنت
موکدہ ہونا قیام رمضان کا ثابت نہین ہوتا ہے اور بمقابلہ فرض ہے جیسے سنت موکدہ آتی ہے سنت

غیر مؤکدہ بھی آتی ہے جیسے حدیث ابی ہریرہ کان رسول اللہ صلعم یرغب فی قیام رمضان من غیر ان یامرہم
فیہ بعزیمۃ ہے جو صحیح مسلم میں ہے سنت غیر مؤکدہ ہونا قیام کا سمجھا جاتا ہے اسلیے کہ ابو ہریرہ کہتے
ہیں کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رغبت دلاتے ستے قیام رمضان میں بدون اسکے کہ حکم
فرماتے آپ انکو اوسمیں ساتھ عزیمت کے اور مولوی عبد الحق صاحب نے نور الانوار اور منار
اوسکے متن میں لکھا ہوگا کہ سنت مؤکدہ جملہ اقسام عزیمت سے ہے اور بالفرض اگر سنت مؤکدہ ہونا قیام
رمضان کا بموجب حدیث مذکور کے فرض کیا جاوے تو بیس رکعت تراویح کا سنت مؤکدہ ہونا جو
محل نزاع ہے کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوسکتا ہے **قولہ** صـ۱۱ اور حضرت مؤلف کیون
نہ اسکو غیر مؤکدہ و نفل کہیں کہ انکو اس قاعدہ کی خبر نہیں ہے فی رد المحتار المیں کل نافلۃ فان
کل صلوۃ لم تطلب جماعتہا فلم تکن سنۃ بخلاف ما طلب جماعتہا کصلوۃ اللیل والضحی مثلا الخ **اقول**
مؤلف بیچارہ تو اس قاعدہ سے لیکے زعم میں بے خبر تھا لیکن آپ اس قاعدہ سے باخبر ہوکر کیون
اس سے بے خبر ہوگئے کہ تراویح کے لیے سنت ہونے سے جیسے صلوۃ اللیل اور صلوۃ ضحی ا
ہو آپ کا دعوی ثابت نہیں ہوتا ہے جب تک کہ بیس رکعت تراویح کا سنت مؤکدہ ہونا ثابت نہووے مؤلف
تو خود قائل اسکا ہے کہ حکم تراویح حکم صلوۃ اللیل ہے اگر صلوۃ اللیل سنت مؤکدہ ہے تو
تراویح بھی سنت مؤکدہ ہے اور اگر صلوۃ اللیل سنت غیر مؤکدہ ہے تو تراویح بھی سنت غیر
مؤکدہ ہے باقی بیس رکعت کا سنت مؤکدہ ہونا اسطرح سے ثابت نہیں ہوتا ہے اور اختلاف
فرضیت اور عدم فرضیت تہجد میں منافی اسکے نہیں ہے کہ جمہور کے نزدیک فرضیت تہجد سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور عام ہونا صلوۃ اللیل اور قیام لیل کا تہجد سے باعتبار معنی
لغوی کے ہے ورنہ عرف میں متبادر صلوۃ اللیل اور قیام اللیل سے تہجد ہی ہے **قولہ**
صـ۱۲ حضرت مؤلف کے تحقیق میں بہ نسبت تراویح کے فعل خلفاے ثلثہ مستحب یعنی
سنت غیر مؤکدہ ہے الخ **اقول** جواب اسکا اوپر کے بیان سے معلوم ہوچکا ہے اور جیسے
اسا سنت اور لازم ہونا ترک نفس تراویح کا بھی مختلف فیہ ہے درمیان حنفیہ کے سید شمس الائمہ حلوانی

نے شرح خلاصہ کیدانی میں لکھا ہے وفی المضمرات لو ترکہا قبل یاثم اثما یسیرا قیل لا یاثم انتہی **قولہ**
صـ۱۲ حضرت عمر کے پاس یہ ثبت پہنچنے بیس رکعت نماز تراویح سنت ہے کیا ثبت تھی **اقول** علاوہ
کچھ معلوم نہیں کہ کیا اصل تھی گمان غالب ہے کہ تعیین عدد رکعات اس قبیل سے نہیں ہے کہ اوس میں
اور عقل ہو لہذا حضرت عمر کے پاس شاید اسکے لیے کوئی سند قول یا تقریر آنحضرت سے ہوگی کہ تہجد
رمضان میں بیس رکعت باجماعت پڑھا جاتا ہے اور جبکہ تراویح تہجد رمضان تھی پس مواظبت نماز تہجد
پر مستلزم ہے مواظبت کو تراویح پر اور علی ہذا القیاس مواظبت حکمیہ ــ اٹھہ رکعت نماز تہجد پر
مستلزم ہے مواظبت حکمیہ کو اٹھہ رکعت تراویح پر **قولہ** صـ۱۲ مذہب حنفیہ میں نفس تراویح علی الاعیان
یعنی ہر مرد پر سنت موکدہ ہے **اقول** ان حنفیہ کی نزدیک نماز تہجد سنت موکدہ ہی اونکے
نزدیک نفس تراویح و بیس رکعت تراویح بھی سنت موکدہ ہی اور جن حنفیہ کے نزدیک نماز تہجد سنت
غیر موکدہ ہے اونکے نزدیک نفس تراویح بھی سنت غیر موکدہ ہے **قولہ** صـ۱۲ اور یہ کہنی
کہا ہے کہ نماز تراویح باجماعت سنت علی الاعیان ہے کہ اوسپر اعتراض فرماتے ہیں الخ **اقول**
مطلب فہمی جناب والا معلوم شد یہ اعتراض جماعت کی سنت علی الاعیان کہنے والوں پر نہیں ہے
بلکہ رد ہے اوپر جو بیس رکعت تراویح پر مواظبت حکمیہ آنحضرت کے بسبب عدم ترک کے بیان
کرکے بیس رکعت کو سنت موکدہ کہتے ہیں اس تقریر سے کہ آنحضرت نے عدم ترک مواظبت
نفس تراویح سے نہیں فرمایا ہے بلکہ ترک مواظبت جماعت تراویح سے عذر فرمایا ہے پس مواظبت
حکمیہ جماعت تراویح کی متحقق ہے نہ بیس رکعت تراویح کے کہ پڑھنا ہی بیس رکعت کا آنحضرت
سے ثابت نہیں ہوا ہے پس جبکہ جماعت نماز تراویح سنت موکدہ علی الاعیان نہ ہو سکے کہ جسپر
مواظبت حکمیہ متحقق ہے تو بیس رکعت کہ جسپر مواظبت اصلا متحقق نہیں ہو کیونکر سنت موکدہ
علی الاعیان ہو سکتی ہیں اور عدم تفریح آنحضرت سے بہ نسبت ترک نفس تراویح کے سنت
موکدہ ہونا نفس تراویح کا کیونکر لازم آتا ہے اور نسبت تسلیم مواظبت حکمیہ نماز تراویح طرف آنحضرت
کی افترا ہی اور اس حسن ظن سے کہ بیس رکعت کی کوئی سند قول یا تقریر آنحضرت سے حضرت عمر

کے پاس ہو کی مواظبت حکمیہ آنحضرت بیس رکعت پر ثابت نہین ہو سکتی ہے **قولہ** ص۱۸ جماعت نماز
تراویح کی سنت موکدہ علی الاعیان کسی نے نہین لکھا ہے **اقول** عبارت کنز سے جماعت نماز
تراویح کا سنت الاعیان ہونا ظاہر ہے اور یہی قول مرغینانی کا ہے **نہر الفائق** مین مسطور ہے
وہو ظاہر فی انہا علی الاعیان وہو قول المرغینانی انتہی **قولہ** ص۱۹ ہو رامام نووی نے جو مستحب
لکھا ہے اوس مستحب سے مراد یہ ہے کہ جمع ہونا آدمیون کا واسطے ادائے نماز تراویح کے بجماعت
مستحب ہی **اقول** حمل کلام خلاف ظاہر متبادر مخالف مراد قائل یہ رجماً بالغیب ہرگز جائز نہین ہے
اور کچہ اس حمل کی ضرورت نہین ہے بلکہ خلاف اسکا ضروری ہے کہ استحباب اس اجماع کا مجمع علیہ نہین ہے
اور صحت اطلاق مستحب سے سنت پر اور سنت سے مستحب پر لازم نہین آتا ہی کہ محل نزاع مین بھی
مراد مستحب سے سنت موکدہ ہو بلکہ لازم یہ ہے کہ استحباب بمعنی خود ہے اسلیے کہ اتفاق سنت موکدہ
ہونے تراویح پر ہرگز درست نہین آتا ہی بلکہ جہان بیس رکعت تراویح کا سنت ہونا مفہوم ہو وہان سنت کو
محمول کرنا سنت غیر موکدہ پر چاہئیے اور فعل خلفای راشدین سنت موکدہ نہین ہو سکتا ہے جیساکہ اصل اول
مین معلوم ہوا **قولہ** ص۲۰ صاحب نفحات رشیدی رای اپنی بہ نسبت پڑہنے گیارہ رکعت نماز مع وتر
کے رمضان مین لکھتا ہے اور عمل صدر اول خلاف اوسکے تسلیم کرتا ہے مگر یہ نہین لکھتا کہ اسپر فتوی
ہے الخ **اقول** صاحب نفحات رشیدی نے جب کہ رائے اپنی بہ نسبت پڑہنے گیارہ رکعت
کے بوجہ حصول اقتدای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ لائق تر ہے بہ نسبت اقتدای غیر کے لکھے
تو یہ فتوی دینا گیارہ رکعت پڑہنے کا نہین ہوا اور کیا ہوا اور عمل صدر اول کہ داخل اوس مین خلفای راشدین
بھی ہین چہتیس رکعت پر تسلیم کرتا ہے اگر اس سے عمل صدر اول گیارہ رکعت پر ہونا لازم آتا ہی تو بیس رکعت
پر بھی ہونا لازم ہے اور سند عدم اقتدا کی بیس رکعت مین احسن ہونا اقتدا کا ہی گیارہ رکعت مین بسبب اسکی
کہ گیارہ رکعت فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے بخلاف بیس رکعت کے کہ فعل آنحضرت صلعم سے ثابت
نہین ہین اور پڑہنا گیارہ کا جو فعل آنحضرت صلعم سے اور فعل صحابہ سے تا عہد خلافت حضرت عمر رض ثابت
ہے اوسکے عدم اقتدا کے پاس مولوی عبدالرحمن صاحب اور اونکے ہم مذہبون کی کیا سند ہے اور

وسط زمان خلافت حضرت عمر مین یا اونکے بعد کے زمانہ مین کون سی وحی آئی اور وہ وحی کس پر نازل ہوئی جس سے فسخ گیارہ رکعت کا ہوا اور کوئی کتاب بسبب کم علمی مولوی عبد الرحمان صاحب کے غیر مشہور نہین ہو سکتی ہے اور اجتہاد مجتہد اگر بزعم مولوی عبد الرحمان صاحب خلاف متون اور کتب مشہورہ ہو تو کیا مضایقہ ہے اور وجوب تقلید صحابی بمقابلہ قیاس غیر صحابی ہے نہ بمقابلہ فعل حضرت رسالت علیہ الصلوۃ والتحیۃ کہ تقلید آنحضرت ادون نہین ہے تقلید صحابی سے اور معنہ تقلید صحابی کی قربات مین یہ معنی ہین کہ جس صفت کا اون مین اعتقاد صحابی ہو اوسی صفت کا اعتقاد رکھنا واجب ہے اور بیس رکعت پڑھوانی حضرت عمر رض سے صرف جواز اور استحباب اسکا اونکے نزدیک پایا جاتا ہے پس وجوب تقلید صحابی سے اعتقاد استحباب بیس رکعت لازم آتا ہے اور بس **قولہ** صـ۲۲ اور قول صاحب نفحات رشیدی خلاف تصحیح قاضی خان کی ہی الخ **اقول** نفحات رشیدی مین سنت موکدہ ہونے تراویح کی بحث نہین ہے اور نہ قاضی خان نے تراویح کو سنت کہا ہے نہ اوسکے اوس مقدار کو جو حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک مستحب ہے اور بیس رکعت کا بعد آنحضرت کے ثابت ہونا بیان کیا ہے سو بنا اوسکی روایت ضعیفہ ابن عباس کے ہے اور اس روایت کا مشہور ہونا مراد قاضی خان کے نہین ہے بلکہ مقصود اوسکا شہرت ثبوت اس عمل کی ہے صحابہ اور تابعین سے خود قاضی خان نے چھتیس رکعت پڑھنکو نزدیک حنفیہ کے مستحب لکھا ہے لیکن جماعت چھتیس رکعت سے منع کیا ہے جس عبارت قاضی خان مین یہ بیان تھا اوسکو مولوی عبد الرحمان صاحب نے چھوڑ دیا ہے نقل نہین فرمایا سو وہ عبارت قاضی خان کے یہ ہے فان صلوا الجماعة ستا وثلثین کما قال مالک لا بأس به عند الشافعی وعندنا ان صلوا بالجماعة عشرین رکعة وما زاد علی ذلک الی ست وثلثین فرادی فرادی فهو مستحب انتہی **قولہ** صـ۲۴ یہ نسبت تصحیح قاضی خان کی کتاب مجموعے مین یہ لکہا ہے الخ **اقول** عجب ہی مولوی عبد الرحمان صاحب سے کہ قول ابن ہمام در باب مستحب ہونے بیس رکعت تراویح کے اور مسنون ہونے اٹھ رکعت تراویح کے تسلیم نہین فرماتے ہین اور کلام علامہ قاسم شاگرد ابن ہمام سے تقدیم تصحیح قاضی خان مین سند پکڑتے ہین **قولہ** صـ۲۵ اب حضرت مولف کو لازم ہی الخ **اقول** قول مین انکی فقیہ النفس کے سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا نہین ہے اور نہ بیس رکعت کا سنت موکدہ ہونا

قول جمہور فقہا اور اہل متون کا اور آپ جنکو فقہا زعم فرماتے ہین اونکی تلقی بالقبول کرنا اوسکا حدیث ابن عباس
کو بیان کرتے ہین درحقیقت وہ فقہا نہین ہین اور نہ مہارت حدیث کی اونکو تہی تاکہ تلقی بالقبول کرنا اونکا
کسی حدیث کو معتدبہ ہو **قولہ** صـ۲۶ فعل وعمل و دوام و استقرار خلفای راشدین حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ
وحضرت علیؓ بیس رکعت پر واقع ہوا اور اتفاق اور اجماع دیگر صحابہ کرام بہی اسی پر ہے الخ **اقول** فعل
وعمل خلفای راشدین بیس رکعت پر ہمین ثابت نہین ہے اور امر حضرت عمرؓ واسطے پڑہانے بیس رکعت
کے بنا بر امر کے واسطے پڑہانے گیارہ رکعت کے مسلم ہے لیکن اوس سے سنت موکدہ ہونا بیس رکعت
اور ناروا ہوجانا گیارہ رکعت کا لازم نہین آتا ہے اور اتفاق اور اجماع دیگر صحابہ اگر جواز بیس رکعت پر فرض
کیا جاے تو اوس سے بہی ناجائز ہونا گیارہ رکعت کا اور سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا ثابت نہین ہوتا ہے اور
منتہی الارادات کے مصنف کا حال معلوم نہین ہے کہ روایت اوسکی قابل اعتبار ہے یا نہین مصنفا
سے معلوم ہوچکا ہے کہ مذہب امام احمد تخییر ہی درمیان تئیس اور گیارہ کے اور **زعفرانی**
نے **شرح صحیح البخاری** مین امام شافعی سے روایت کیا ہے کہ فرمایا امام شافعی نے
رایت الناس یقومون بالمدینۃ بتسع وثلثین وبمکۃ بثلث وعشرین ولیس فی شیء من ذلک ضیق انتہی
اور **سبکی** نے **شرح منہاج** مین لکہا ہے قال ابن الجوزی ان عدد الرکعات فی شہر رمضان
لاحد له عند الشافعی لانه نافلة انتہی اور مشہور امام مالک سے چہتیس رکعت ہین جیسا کہ عامہ کتب فقہ مین ہے
اور **عینی** نے **عمدۃ القاری** مین لکہا ہے وقیل احدی عشرۃ رکعۃ وهو اختیار مالک لنفسه و
اختاره ابوبکر بن العربی انتہی اور ظاہر مذہب امام ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بیس رکعت تراویح ہے پس
سنت موکدہ ہونا بیس رکعت تراویح کا ائمہ اربعہ سے پایا نہین جاتا ہے بلکہ ثابت اوسکے خلاف
اوسکا ہے اور عمل بعض تابعین نہ کل تابعین بیس رکعت پر مفید جواز اور استحباب ہی نہ موجب سنت موکدہ
ہونے کا اور اسیطرح علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین مین سواے تائید استحباب کے اور کیا ہے
اور قول شیخ عبد الحق دہلوی سے بمجرد احتمال صحت حدیث ضعیف ثابت ہوسکتا ہے بنابر اوسکے حکم
صحت ایسی حدیث کا کہ ضعف اوسکا ظاہر اور صریح ہے نہین ہوسکتا ہے اور عموم حدیث حضرت عائشہؓ

قیام رمضان اور غیر قیام رمضان سے کیا منفر خصم ہے ہان قیام رمضان مین اور روایات سے ہی آٹھ رکعت پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثابت ہی اور باقی سب ہفوات مولوی عبدالرحمن صاحب کا اوپر جواب ہوچکا ہے یہان اوسکے اعادہ کی کچھ حاجت نہین **قولہ** صـ۲۹ عبارت قدوری کی یہ ہے الی آخرہ **اقول** فہم مراد قدوری مین ہم نسبت تغلیط طرف صاحب ہدایہ کے نہین کرسکتے ہین اگر عبارت قدوری مین مسامحہ ہوا ہو تو کیا بعید ہے کہ عبارات قدما مین ایسا اکثر ہے **قولہ** صـ۲۹ یہ سب اقوال فقہا اور محدثین صریح دلالت کرتے ہین کہ بیس رکعت سنت موکدہ ہین آہ **اقول** یہ کذب وافترا ہی یہ اقوال بیس رکعت کے سنت موکدہ ہونے پر دلالت نہین کرتے ہین عبارت مضمرات مین — نفس التراویح سنۃ ہے اور عبارت جوہرہ نیرہ مین والاصح ان التراویح سنۃ مولکۃ اور اسطرح مصفی اور مسوی مین نماز تراویح کا نہ بیس رکعت تراویح کا سنت موکدہ ہونا مسطور ہے **قولہ** صـ۳۲ اب صورت ثبت ہوچکا کہ نماز تراویح بیس رکعت سنت موکدہ ہی **اقول** سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا نماز تراویح فتوی جمہور علما اور فقہا کا ہے ہان بعض حنفیہ نے خطا اور لغزش سے سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا خلاف اپنے اصول کے لکھ دیا ہے لہذا اقوال اونکا قابل اعتبار کے نہین ہے **قولہ** صـ۳۳ اس عبارت متن اور شرح درمختار اور حاشیہ طحطاوی مین حضرت مولف اور حواشی اونکے سے بحث تھی الخ **اقول** راقم سے اور مولوی عبدالرحمان صاحب سے جو بحث تھی وہ یہ ہے کہ عبارت طحطاوی قولہ لو واقفۃ لا سائرۃ ولو کان بسیر نفسہا بان کانت مخدرۃ او تسیر تخص لہا انتہی مین مولوی صاحب ولو کان بسیر نفسہا الخ کو تعمیم وتوقف فرماتے تھے اور راقم تعمیم سیر منفی چنانچہ راقم نے بتقرب زبان بتصویب اپنے قول کی اور تخطیہ ارشاد مولوی صاحب کا علمای وقت سے لکھا کر بعد طبع اونکی خدمت مین ہدیہ گذرانا اور اوسکے بعد اصل کاغذات وتخطی علما بھی بھیج دیئے چنانچہ خط مولوی عبدالرحمن صاحب محررہ یکم رمضان مبارک مطابق ۱۰ فروری سنہ ۱۸۶۲ عیسوی پاس راقم کے یہ آیا - کہ سیدنا و بالفضل اولانا دام مجدکم - بعد تسلیم مع التعظیم عرض میکند عنایت نامہ مع اصل فتوی صادر فرمودہ گونا گون متشکر ساخت چونکہ در فتوی مطبوعہ رسالہ سابق لفظ عدم متروک شدہ بود ازین سبب خدشہ در فتوی میشد

[illegible]

چونکہ اصل فتوی مولوی سعد اللہ صاحب رسید و ان لفظ عدم متصل جواز مرقوم بود و شبہ عبارت رفع شد اکنون ابر

و اصل فتوی مولوی سعد اللہ صاحب مرسلست و فتوی مولوی محمد یوسف ازین بعد ترسیل وارم امید بہ صد اے و ما

ام انتہی اب اس زمانہ مین اوس بحث کو جو بعنوان دیگر نقل فرماتے ہین صریح کذب سے ہے لیکن بالاجمال حال اسکا
بھی معلوم کرنا چاہیے کہ عبارت درمختار جائز لو واتقہ مین شرط کو تبدیل خروج کلام مخرج عادت کہنا اختراع اور
ابتداع ہے شرط مین جو مؤیدات اسکے مولوی عبدالرحمن صاحب نے کتب فقہ سے نقل فرمائی اونمین
شرط مین ایسا کہا نہین گیا ہی من قصاص الشعر مین مقام حد ہے اور مجتبی بالشمس مین بالشمس قید شرط نہی
شرط نہین توضیح مین مسطور ہی و اشترطہ یوجب قصر صدر الکلام علی بعض التقادیر انتہی لہذا اذا اشتد الخوف
مین اخراج کلام مخرج عادت کی توجیہ نہین کی گئی اور بالفرض اگر شرط مین بھی کہین کسی نے اس قسم کی
توجیہ کی ہو تو اول وہ لائق اعتماد نہین ہے دوسرے بلا ضرورت اور واسطے تحریف مضمون اصل مقصود
کی نہ کی ہوگی کسی محشی نے محشین درمختار مین سے یہ توجیہ نہین کی صاحب ردالمحتار کہ اس مسئلہ مین مخالف
درمختار ہے اونسے بھی مطلب درمختار کا مشروط ہونا جواز صلوۃ کا عجلہ پر بوقوف عجلہ سمجھا ہے اور کہین فقہ
کتب فقہ حنفیہ مین جواز صلوۃ عجلہ پر بتقدیر سیر پایا نہین گیا ہے اور مشروط ہونا اس جواز کا بوقوف
و عدم سیر ہوائی و نجاریہ کے شرح منیہ حلبی اور منتقی حاکم شہید اور سراج وہاج وغیرہا مین بھی مسطور ہے اور
مخفی نرہے کہ جواز نماز عجلہ پر مشروط ہے ساتھ دو شرط کے ایک دابہ پر نہونا اوسکا دوسری نچلنا اوسکا
جب ایک شرط نہے ان موتون شرطون مین سے مفقود ہوگی فرض و واجب پڑھنا اوسپر ملا عند حنفیہ کی
نزدیک جائز نہوگا بالجملہ یہ کہنا کہ سیر و وقوف کو جواز اور عدم جواز صلوۃ مین کچھ اثر اور دخل نہین ہے صریح البطلان
ہے اور یہ لکھنا مولوی عبدالرحمن صاحب کا کہ یہ عبارت تخصیص بالذکر موجب اصطلاح اصول حنفیہ سے
نہین ہو سکتی صرف بقصد اظہار اپنی اصول دانی کے ہے سو منتہای تحصیل انکا اصول مین نور الانوار ہے
اوسی کو آپ ہر جگہ پیش کرتے ہین سو تخصیص بالذکر نہونا اسکا بموجب جمہور اصولیین کے ممنوع ہے
جماہیر علما او بعض حنفیہ قصر عام کو بعض مسمیات پر اگرچہ ساتھ کلام غیر مستقل کے ہو بہی تخصیص کہتی ہین
او صاحب نور الانوار نے جو تخصیص کو مخصوص بکلام مستقل کیا ہے سو مخالف ہے تصریحات اصولیین

حنفیہ کی ساتھ عقل اور حس اور عادت وغیرہا کی بھی اونکے نزدیک تخصیص ہوتی ہے ان تخصیص لفظی مطلق
تخصیص الکتاب حنفیہ کے نزدیک ساتھ کلام مستقل کے ہوتی ہے **صبح صادق** - شرح منار مین مسطور ہے
التخصیص عند اصحابنا ہو قصر العام علی البعض وعند ناقصرہ علی مخصص مستقل انتہی اور **تنقیح** - متن توضیح
مین مرقوم ہے قصر العام علی بعض ما یتناولہ لا یخلو عن ان یکون بغیر مستقل وہو الاستثناء والشرط والصفۃ والغایۃ
او بمستقل وہو التخصیص وہو اما بالکلام او غیرہ انتہی اور **کشف بزدوی** مین مذکور ہے والحد الصحیح علی مذہبنا
ان یقال ہو قصر اللفظ العام علی بعض افراد ہ بدلیل مستقل مقترن انتہی اور **مسلم** مین مسطور ہے وہو قصر
العام علی بعض مسمیاتہ وقد یقال قصر اللفظ مطلقا انتہی اور **تحریر** مین مرقوم ہے والشافعیۃ وبعض
الحنفیۃ قصر العام علی بعض مسماہ انتہی اور **تقریر** شرح تحریر مین مذکور ہے التخصیص المصطلح عند الحنفیۃ -
انما یکون بکلام تام مستقل بنفسہ فلا یکون ہذا تخصیصا عندہم لعدم استقلالہ نعم مقتضی کلام المصنف فی بحث التخییر
ان ہذا عند اکثرہم وان بعضہم لم یشترطہ وصرح فی البدائع بان اشتراطہ قول بعضہم وان اکثرہم علی انقسامہ الی
مستقل وغیر مستقل انتہی **قولہ** صفحہ ۳ خلاصہ ان دونون رسالون کا یہ ہے کہ نماز تراویح نہ سنت
رسول مقبول ہی نہ سنت خلفای راشدین ہو سکتی ہے الخ **اقول** یہ صریح افترا ہے دونون رسالون مین
نماز تراویح کی سنت رسول مقبول اور سنت خلفاے راشدین ہونیکا ہرگز انکار نہین ہے محل نزاع مولکہ
ہونا بیس رکعت تراویح کا ہی یا نفس تراویح کا بر مسلک جمہور حنفیہ بیس رکعت یہ سنتی خلفای راشدین کا اور آٹھ رکعت
پر انکی مواظبت کا رسالہ قدیمہ مین اقرار نہ تہا کہ انکار اوسکا رسالہ جدیدہ مین مخالف اوسکے مقصود ہو **قولہ**
صفحہ ۴۲ جو سنت کہ آنحضرت کی ہوگی اور اوسپر صحابہ کرام نے عمل کیا ہوگا تو وہ سنت آنحضرت ٹہریگی نہ خلفاے
راشدین کی الخ **اقول** سنت آنحضرت اور سنت خلفای راشدین مین باعتبار مصداق کے نسبت
عموم و خصوص من وجہ ہی جس سنت آنحضرت پر عمل خلفای راشدین رہا ہے اوسپر سنت آنحضرت اور
بہی سنت خلفای راشدین دونون صادق ہین اور آٹھ رکعت کو سنت آنحضرت کہنی سی لازم نہین آتا کہ
کو وہ سنت خلفای راشدین نہین ہین اور معطوف اور معطوف علیہ مین فی الجملہ مغایرت کافی ہے اور مغایرت
فی الجملہ اجتماع سے کسی مادہ مین باطل نہین ہو سکتی ہی اور اتحاد معطوف اور معطوف علیہ سے باعتبار مصداق کے کسی

مادہ مین لازم نہین آتا ہی کہ ہر جگہ معطوف اور معطوف علیہ مین باعتبار مصداق ہے کے اتحاد ضرور ہوتا کہ
ایک ہونا وجوہ کم اور ایک کم کا او سپر متفرع ہو اور خصم کو ادا ہو جاب سے دونون سنتون سے ایک ایام مین
انکار نہین ہے اور تحریر مولوی عبدالرحمان صاحب سے مترشح تہا کہ مولوی صاحب جمعیت سے معیت
سمجھتے ہین او سے پر اعتراض تہا او بیس رکعت کو سنت خلفا تسلیم کرنے سے تسلیم کرنا پڑھنے خلفا
کا بیس رکعت کو لازم نہین آتا ہی سنت سے مراد وہ سنت ہے جو عام ہے فعلے سے جو کام خلفا کے
زمانے سے اور لوگون نے کیا وہ بھی سنت خلفا ہی **قولہ** صـ۳۴ ان بیس رکعت پڑھنے مین دونون
سنت پڑھنے کا ثواب حاصل ہوتا ہی اور بیس رکعت کے اعراض کرنے اور سنت نجاننے سے اعراض
خلفای ثلثہ اور صریحا قول آنحضرت علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین سے لازم آتا ہے - **اقول**
بیس رکعت پڑھنے مین بدون اس نیت کے کہ آٹھ اونمین سے سنت آنحضرت ہین اور بارہ سنت خلفا
دونون سنت پڑھنے کا ثواب حاصل نہین ہوتا ہی اور بیس رکعت کے اعراض کرنے سے مراد اگر
برا جاننا بیس رکعت کا ہی تو لاریب اعراض اوسنے اعراض خلفای ثلثہ اور اس حدیث سے ہے اور اگر
ترک کرنا اونکا ہے تو ترک کرنے بیس رکعت مین نہ اعراض خلفای ثلثہ سے ہی اور نہ اس حدیث سے
اور بیس رکعت کے سنت نجاننے مین بھی اعراض خلفای ثلثہ اور اس حدیث سے نہین ہے **قولہ**
صـ۳۴ اب فرمائی کہ یہ بہتان اور افترا اور کذب ہی الخ **اقول** اس احتمال کو کہ واسطی توفیق کے
درمیان روایت اسد بن عمرو اور روایت حسن بن زیاد کے لکہا گیا تہا افترا اور کذب سمجہنا سوائے دانشمندی
کے اور کیا ہے **قولہ** صـ۳۶ ولاکثر حکم الکل کو بکوش اجابت سماعت فرمائی الخ **اقول** نہ قاعدہ
کلیہ ہے اور نہ یہان اکثر طرف سنت موکدہ ہونے بیس رکعت کے ہین جو کتابین کہ اونکے زعم مین
مدار قول اکثر ہین اونکا حال یہ ہے کہ خلاصۃ الفتاوی اور تاتارخانیہ اور فتاوی عالمگیریہ اور شرح کنز العینی
اور مستخلص اور ماثبت بالسنۃ اور مختصر وقایہ اور تنویر الابصار اور منافع اور ارکان اربعہ اور جواہر اخلاطی اور
محیط برہانی اور منیۃ المصلی اور محلی مین سنت ــــ ہونا تراویح کا نہ سنت موکدہ ہونا بیس رکعت اونکا
مرقوم ہے اور وقایۃ الروایۃ اور کنز مین سنت ہونا بیس رکعت کا نہ سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا مسطور ہے

اور جوہرہ اور درمختار اور فتاوی قاضی خان اور مصفی اور معیوی مین سنت موکدہ ہونا تراویح کا نہ سنت موکدہ ہونا
بیس رکعت کا مذکور ہی **قولہ** صـ۴۵ اور یہ کہنا مدعی کا صفحہ ۵۰ مین چونکہ سنت آنحضرت علیہ الصلوۃ والتحیتہ
اٹھ رکعت بدون کمی و زیادت کی تہین بیس رکعت مین وہ عدد مسنون جاتا رہا تو بیس رکعت پڑھنے سے
ادای سنت آنحضرت نہوگی عجیب غریب ہی الخ **اقول** عجیب وغریب کہنا اسکا بمقتضای سادہ
لوحی ہی مراد راقم پڑھنا بیس رکعت کا بدون تفصیل نیت کی ہے اور مراد ابن ہمام کی پڑھنا بیس رکعت
کا بہ تفصیل نیت کی ہے اور جب کہ حضرت عمر کے پاس کوئی اصل بیس رکعت کی آنحضرت صلعم سے ہو
تو در صورت بیس رکعت پڑھنے کے اگر سنت اٹھ رکعت کی ادا ہو کچھ قباحت نہین ہے منافات اوسکی
دوسری سنت سے کہ بیس رکعت ہے ہوگئی **قولہ** صـ۴۶ صفحہ تین مین حضرت مدعی ترقیم فرماتی
ہین الخ **اقول** درمیان سنت ہونی تراویح کے اس جہت سے کہ آنحضرت صلعم نے اوسکو
سنت فرمایا ہے اور نہ سنت موکدہ ہونے تراویح کے اس جہت سے کہ آپ نے نفلا
اوسپر مواظبت نہین فرمائی ہے کچھ منافات نہین ہے اور اٹھ رکعت کا فعل آنحضرت ہونا ہی اوسکی منافی
نہین ہے اور نہ سنت ہونے نفس تراویح کے بدون تخصیص اور تعیین عدد رکعات کے کہ سنت
کہنا اوسکا بموجب آپکی ارشاد کے ہے نسبت مطلق قیام رمضان کے بسبب انکی فعل کے
قولہ صـ۴۸ جب اسکے نزدیک تخصیص و تعیین عدد رکعات تراویح کا آنحضرت سے ثابت کرتا ہوا تو
اقول راقم نے دعوی عدم ثبوت تخصیص و تعیین عدد رکعات تراویح کا فعل آنحضرت سے نہین
کیا ہے بلکہ اٹھ رکعت کو فعل آنحضرت اون راتون مین کہ آپ نے تراویح پڑھی ہی روایت جابر رضی اللہ
عنہ سے لکھا ہے اور جن لوگون نے کہ عدم توقیت تراویح مین نقل کی ہی مراد اونکی یہ ہے
کہ کسی عدد معین کا سنت فرمانا تراویح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہے نہ یہ کہ
آپ کے فعل سے کوئی عدد معین تراویح کا ثابت نہین ہے اور مولوی عبد الرحمان صاحب نے
جو اعداد رکعات نماز تہجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوای آٹھ رکعت کے ذکر کیے ہین
کوئی اون مین سے قیام مطلقا آنحضرت مین ثابت نہین ہے اور تراویح آنحضرت قیام لیل رمضان تہا

[illegible]

نہ قیام لیل غیر رمضان اور مذہب امام احمد اور مختار امام مالک سے بنیۃ آٹھ رکعت پڑھنے کے ثابت ہی اور عدم جواز پڑھنے آٹھ رکعت تراویح کا مذہب کسی امام کا نہیں ہے اور راقم نے صفحہ ۴۸ میں اوسکو کہ جسپر خلفاء کی مواظبت وواقع ہو اصطلاح حنفیہ کا سنت کہنا لکھا ہے نہ سنت موکدہ کہنا **قولہ** صفحہ ۵۲ خاص کرنا صاحب فتح القدیر کا صرف بلانا آنحضرت کا طرف سنت خلفای راشدین کی کس معنی کرکے ہوگا **اقول** ہرچند کہ اس حدیث میں بلانا طرف سنت آنحضرت اور سنت خلفای راشدین دونون کی ہے لیکن چونکہ مقصود ابن ہمام کو بیان کرنا بیس رکعت سنت خلفای راشدین کا تہا لہذا اوسی مقصود ہی سے تعرض کیا پس یہ تخصیص بنظر اہتمام مقصود ہے **قولہ** صفحہ ۵۴ یہ اعتراض وارد ہوتا ہی الخ **اقول** یہ عدم استلزام تعریف سنت سے پیدا ہے کہ جمہور فقہا سنت اوسکو کہتی ہین کہ جسپر مواظبت نفس نفیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین میں مذہب اجتہ سنتین سے ہے اس حدیث کو دلالت اسپر نہین ہے کہ سنت خلفای راشدین سنت مصطلحہ فقہا ہی اور القول مرجح علی الفعل کا یہان محل نہین ہے یہ وقت تعارض کے درمیان قول اور فعل کے ہوتا ہے اور یہان السنۃ ما واظبہ بنفسہ حدیث مذکور کے تعارض سمجہنا سوای سادہ لوحی کی اور کیا ہے حدیث مین صرف امر اخذ سنتین ہی بیان معنی سنتین نہین سنت بیان یا بمعنی مطلق طریقہ کے ہے یا بمعنی طریقہ مسلوکہ فی الدین کے اور جسنی تراویح کا سنت موکدہ ہونا بدلیل مواظبت خلفای راشدین لکہا ہے قول اوسکا لائق اعتبار کی نہین ہے کیونکہ جو تعریف سنت موکدہ کی جمہور فقہا نے کی ہے وہ سنت خلفای راشدین پر صادق نہین ہے **قولہ** صفحہ ۵۵ اس جگہہ درمیان دلیل کہ عبارت دلالۃ النص سے ہے الخ **اقول** حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین نہ دلیل سنت مصطلحہ فقہا ہونے بیس رکعت تراویح کے ہے اور نہ سنت مصطلحہ فقہا ہونے سنت خلفای راشدین کے دلیل سنت مصطلحہ فقہا ہونے اوس فعل کے کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت فرمائی ہو تعریف کرنا فقہا کا ہی سنت کی ساتھہ اوس کام کے کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت فرمائی ہو اور مقتضی اس دلیل کا نہ سنت ہونا اوس فعل کا ہے کہ جسپر آپکی مواظبت نہو گو اوسپر مواظبت خلفای راشدین ہو اور بیس رکعت پر آپکی مواظبت نہین ہی تو مقتضای دلیل نہ سنت ہونا بیس رکعت کا ہی تو یہان درمیان دلیل اور مقتضای دلیل کے تعارض کہان ہے ہان یہ مقتضی مخالف ظاہر کلام بعض مشائخ ہی سو لفظ

ظاہر مشیر اسکے طرف ہی کہ کلام مشائخ اگر واسطے موافقت مقتضائی دلیل کے معروف عن الظاہر کیا جاوی تو توجیہ
مخالفت اونکی کلام مین او مقتضای دلیل مین نہین ہے جناب قائل کچہ اقتضاء النص اور دلالۃ النص کو نہین سمجھے
ہین سنے محل مصطلحات اصولیین کو استعمال فرماتے ہین اقتضاء النص کو دلالت مطابقی فرما کے دلالت النص کا
دلالت مطابقی ہونا ظاہر کرتے ہین اور خبر نہین کہ ثابت دلالۃ النص سے بھی ثابت بدلول التزامی ہی **قولہ**
ص۲۵ مدعی یہ لکھتا ہے کہ بیان پر سنت خلفاء اولی بنا لی ہی و [illegible] سنت [illegible]
مراد لیتے مین **اقول** یہ افترا ہے [illegible] نے یہ نہین لکھا **قولہ** [illegible] لکھا ہے [illegible]
للتوضی ان نوی [illegible] **اقول** اس عبارت [illegible] اطلاق سنت نہین ہے بلکہ
موافق قدوری کے ہے اور مسالک قدوری استحباب نقیہ سے [illegible] فتح القدیر مین [illegible] مستحب کے
لکھا ہے لا انہ لہ اور یہ لکھا ولذا خالفہ [illegible] الجماعۃ [illegible] فی الرضعہ [illegible]
جامع الرموز مین مسطور ہی فی خزانۃ الفقہ و مختصر القدوری والاختیار وغیرہا کا [illegible] مستحب [illegible]
قولہ ص۲۵ ما ثبت بالسنۃ مین لکھا ہے الخ **اقول** [illegible] کا زمان حضرت عمر سے
محل نزاع نہین ہے نزاع مواظبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین ہے [illegible] کا
پڑھنا ہی آنحضرت صلعم سے ثابت نہین ہے چہ جای کہ مواظبت آنحضرت صلعم [illegible] ثابت ہو
اور شرح فارسی مشکوۃ اور نہایۃ المراد مین جو بیس رکعت بیتا آپکا مسطور ہے سو بنا پر [illegible]
کی ہی کہ مسکا ضعف امداد السنۃ مین مذکور ہو چکا ہے اور قیام لیل ہونا تراویح کا نہایۃ المراد سے ہی ثابت
ہے اور سنت موکدہ ہونا نفس تراویح کا اوسمین مسطور ہے نہ بیس رکعت تراویح کا [illegible]
کہنا اوسکو جو تراویح کو سنت موکدہ نہ کہے اور دعوی اجماع صحابہ سنت موکدہ ہونے تراویح پر سنے دلیل
اور نے سند ہے قابل اعتبار کے نہین **قولہ** ص۲۶ یہی اصح ہے الخ **اقول** اصح کہنا سنت
موکدہ ہونے تراویح کا بطور مذہب جمہور حنفیہ نہین بن سکتا ہے اور حمل سنت عبارت متون اور شروح
مین مدحی تراویح سنت موکدہ پر حمل ہی محمل غیر صحیح ہے اور قول خصم اگرچہ بمقابلہ بعض حنفیہ ہو بجہت موافقت
سکے ساتھ اور حنفیہ کے اور مطابقت کی ساتھ اصول حنفیہ کے قابل اعتماد ہے اور تو ارث کسی فعل کا

موجب سنت موکدہ ہونے اوس فعل کا نہیں ہے اور تصحیح قاضی خان یہان نہین ہے اور تحریر قاضی خان
ظاہر الروایۃ پر کہ اوسمین استحباب تراویح ہے کسی کے نزدیک مقدم نہین ہے اور عبارت اذکار مین اطلاق
سنت ہے تراویح پر بنا بر مذہب جمہور شافعیہ ہی کہ اونکے نزدیک سنت اور مستحب مترادف ہین **نووی**
نے **شرح صحیح مسلم** مین بشرح حدیث کان رسول اللہ صلعم یرغب فی قیام رمضان من غیر ان یامرہم
فیہ بعزیمۃ لکھا ہے ومعناہ الصیغۃ تقتضی الترغیب والندب دون الایجاب واجمعت الامۃ ان قیام رمضان لیس
بواجب بل ہو مندوب سلفنے اوس مستحب اب سنت اور استحباب کرتی سنۃ الفجر یہی مبنی ترادف سنت اور مستحب پر ہے
قولہ صفحہ ٦ نہایۃ المراد وجامع الجوامع سے اوسکی تحقیق کی گئی ہے **اقول** اول نہایۃ المراد کے
ثابت ہونے مضمون مذکور کا ثبوت اوس سے روایت نہایۃ المراد کا جمع الجوامع مین پائی جاوے تو اس سے
اوسکا اعتبار نہین ہو سکتا ہے جمع الجوامع مین روایات موضوعہ بھی بہت ہین اب مولوی عبد الرحمان صاحب انصاف
کرین کہ یہ سنے چلے گئے ہے **قولہ** صفحہ ۷ شاید انکی سمجھ حضرت عمرؓ الخ **اقول** ان بزرگان دین
نے کب کہا ہے کہ اٹھ رکعت پڑھنے والا تبع سنت نہین ہے تاکہ ٹھیکا نا خصم کے سمجھ کا بزرگان دین کے
سمجھ سے لازم آوے **قولہ** صفحہ ۸ آپ تو صفحہ ۳ مین لکھ چکے ہین الخ **اقول** قیام رمضان
کو بدون تعیین اور تخصیص عدد رکعات کے سنت کہنا بوجہ حدیث سننت لکم قیامہ کے ہے اور آٹھ
رکعت کو سنت آنحضرت کہنا بمعنی طریقہ آنحضرت ہے اور مستحب و سنت موکدہ نہ کہنے سے یہ کبھی
مستحب کی لازم نہین آتی ہے ورنہ سنت موکدہ کہنے سے نفی کسی احکام شرع کی لازم آتی ہے
کیونکہ مستحب بعض احکام شرع سے ہے اور مستحب کا چھوڑنا لازم نہین ہے بلکہ مداومت اوسکی مستحسن ہے
قولہ صفحہ ۸ سبحان اللہ خوب مراد مقلدون کی سمجھے الخ **اقول** سنت موکدہ ہونے مذہب صاحب
رد المحتار سے لازم نہین آتا ہے کہ مراد اوسکے اس کہنے مین کہ شرق سے غرب تک عمل بیس رکعت پر ہے
یہ ہو کہ عمل اوس شرق سے غرب تک باعتقاد سنت موکدہ ہونے کے ہے تاکہ توجیہ خصم مخالف ذکرت
جوابہ علی بالکلیۃ علایہ کے ہو اور مالکیہ کے سند لانا واسطے ابطال اس شق کے ہے کہ شرق اور غرب والون
سے تمام اہل اسلام یا تمام اہل سنت مراد ہون کہ مالکیہ کا عمل بیس رکعت پر نہین ہے **قولہ** صفحہ ۹ شرق سے

عرب تک بیس رکعت پڑہی نماز تراویح کا حنفی مذہب والون کا صاحب بحر الرائق ورد المحتار تسلیم کرتا ہے
الخ **اقول** حنفی مذہب والون کے عمل کرنے سے بیس رکعت پر سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا ثابت
نہین ہوتا ہے اور نہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آٹھ رکعت تک ثابت ہوتا ہے کیونکہ فعل حنفی مذہب والون
کا محمول استحباب پر ہوسکتا ہے اور نقل مقتضای دلیل بدون کلام کے مشیر طرف تسلیم کے ہے اور حکم
کرنا ترک مستحب کا کیا ضرور ہے **قولہ** صفحہ یہ تسلیم کرنا پہر کیسا ہان ظاہر کلام بعض متاخرین فقہا سے
یہ متر شح تہا الخ **اقول** یہ تسلیم استثنای قابل ہے واسطے تو طیہ مصروف عن الظاہر کرنے کلام ان
بعض متاخرین فقہا کے اوپر بیس رکعت پر نہ مواظبت خلفای راشدین سے ہے اور نہ مواظبت خلفای راشدین
مفید سنت موکدہ ہونے کے اور روایت اسد بن عمرو مین اول تراویح کا سنت موکدہ ہونا آیا ہے نہ بیس رکعت
تراویح کا دوسری وہ روایت اسد بن عمرو قابل اعتبار نہین ہے جیسا کہ اصل ہفتم مین معلوم ہوچکا اور قاضیجان
نے بیس رکعت کے سنت موکدہ ہونے کے تصحیح نہین کی ہے **قولہ** صفحہ آپ نے صفحہ ۵۵
مین اپنے رسالہ کمی لکہا ہے کہ بیس رکعت مین عدد مسنون جاتا رہتا ہے تو بیس رکعت پڑہنے مین تارک
سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہونگے اور صاحب فتح القدیر اور صاحب بحر الرائق اور طحطاوی یہ نہین لکہتے
ہین بلکہ وہ لکہتے ہین کہ بیس رکعت مستحب ہے الخ **اقول** اس تحریر مولوی عبد الرحمان صاحب سے
ظاہر ہوا کہ منشا سے ملامت یہ لکہنا ہے کہ بیس رکعت مین عدد مسنون آٹھ رکعت کا جاتا رہتا ہے تو بیس
رکعت پڑہنے مین اوا سے آٹھ رکعت سنت آنحضرت صلعم کی نہونگے انتہی نہ بیس رکعت کو مستحب کہنا
اور آٹھ رکعت کو سنت موکدہ کہنا تو جو شخص بموجب لکہنے صاحب فتح القدیر اور صاحب بحر الرائق اور طحطاوی
کے اقتصار آٹھ ہی رکعت پر کرے اور بیس رکعت نہ پڑہے تو وہ ملام کیونکر ہوسکتا ہے کہ تارک مستحب ہے
اور تارک مستحب ملام نہین ہوتا ہے ہان اگر بیس رکعت کا مستحب جاننا لائق ملامت ہوتا تو یہ شخص بہی ملام
ہوتا لیکن اول یہ ملامت طرف صاحب فتح القدیر اور صاحب بحر الرائق اور طحطاوی کی راجع ہوتے
قولہ صفحہ یہ عجیب نافہمی کہ مقید کے اندر مطلق داخل نہین ہوا اور قلیل ضمن کثیر مین نہ آوے الخ
اقول نزاع دخول مطلق مین اندر مقید کے نہین ہے بلکہ بحث دخول ایک مقید مین اندر مقید

دوسرے کی سے ہے اور یہ لازم نہین کہ ایک مقید دوسری مقید مین داخل ہو اور دخول قلیل کا کثیر مین فرع ترکب عدد
کے اعداد ماتحت سے ہے اور ترکب عدد کا اعداد ماتحت سے نزدیک اہل تحقیق کے باطل ہے —
میرزاہد نے حاشیہ قطبیہ مین لکھا ہے ان العدد لا یترکب من الاعداد التی تحتہ کما تقرر فی موضعہ
انتہے میرزاہد نے منہیہ مین لکھا ہے قال ارسطو لا تحسبن ان ستۃ مثلا ثلثۃ ثلثۃ بل ہی مرۃ
واحدۃ انتہے لہذا بعض فقہا نے عمامہ کو کفن مین اس علت سے مکروہ کہا ہے کہ لو فعل کان الکفن
شفعا والسنۃ فیہ الوتر کما فی الفصیحیہ وحال آنکہ بزعم مولوی عبدالرحمان صاحب ضمن شفعہ مین وتر موجود ہے اور حضرت مجدد
مجدد ماتہ الف ثانی نے اپنے مکاتیب مین لکھتے ہین بعضے از بدعتہا کہ علماء و مشائخ آنرا حسنہ دانستہ اند چون
نیک ملاحظہ نمودہ اید معلوم میشود کہ رافع سنت اند مثلا در تکفین میت عمامہ را بدعت حسنہ گفتہ اند با آنکہ ہمین
بدعت رافع سنت است چہ زیادت بر عدد مسنون کہ سہ ثوب باشد نسخ است و نسخ عین رفع ست انتہے اگر عمل
اتیان کثیر سے انتفاء اتیان قلیل لازم نہ آتا تو رد کرنا پڑہنے چھتیس رکعت کا اس دلیل سے کہ فعل
النبی صلعم واصحابہ احب الینا من فعل اہل المدینۃ کما فی السراج الوہاج ہرگز درست نہ آتا — **قولہ**
ص۱۱ چون اکابر دین نے کہ بیس رکعت تراویح پڑہے ہین الخ **اقول** اگر ان اکابر دین سے ادا سے
آٹہ رکعت سنت آنحضرت صلعم بہ سبب ادا سے بیس رکعت کے کہ استحباب اوسکا بہ قول یا تقریر
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو معلوم ہوگا او تخییر درمیان بیس اور آٹہ رکعت کے اوس سے معلوم ہو ہوگی
جاتا رہے تو کیا قباحت ہے **قولہ** ص۱۱ رفضی بیس رکعت نماز تراویح کو احداث عمری کہتے ہین
الی قولہ رفضی کے کیا سینگ ہوتے ہین اے حضرت آپ تو رافضی سے بھی بڑہ گئے **اقول**
روافض مطلق تراویح کو اور اوسکی جماعت کو احداث عمری کہتے ہین اور ہم نفس تراویح کو سنت آنحضرت
بموجب ارشاد آپ کے اور آٹہ رکعت کو طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بموجب فعل آپ کے اور بیس رکعت
کو سنت خلفاء راشدین بموجب امر فرمانے اونکے کے ساتہ اقامت بیس رکعت کے اور بیس رکعت کو
ساتہ جماعت کے پڑہنے کو موجب ثواب جانتے ہین پس جو شخص بحالت ثبات عقل اور ہوش کے
درمیان مذہب روافض اور درمیان ہمارے قول کے باوجود اس فرق جلے کے فرق نہین سمجہتا ہو

تو کیا بعد سننے گنتی کے فرق سمجھے گا **قولہ** صـ۳۷ آپ یہ فرماتے الخ **اقول** ہم بعدد رکعت کے سنت
خلفا ہونیکا اسطور پر کہ خلفا نے اونکے پڑھنے کا امر فرمایا ہے ہماری طرف سے انکار نہیں ہے گفتگو
صرف فعل اور مواظبت خلفا مین کی گئی ہے **قولہ** صـ۳۸ آپ یہ فرماتے آپ نے تو اپنے رسالہ مولفہ
مین قیام رمضان کو تہجد نماز فرض آنحضرت ٹھہرایا ہے الخ **اقول** قیام رمضان کی نماز تہجد ہونے سے
کیا وارد ہونا احادیث کا اوسکے فضل مین ممنوع ہوجاتا ہے اور فرضیت تہجد کو آنحضرت صلعم پر رسالہ مشہورہ
بیان کیا گیا ہے **قولہ** صـ۳۹ اسکا جواب کتنی جگہ لکھا گیا ہے اوسکو دیکھیے جسکے غیر واحد الاجماع سمیتہا الخ
اقول اگر مراد اجماع سے نفس تراویح ہے بیس رکعت تراویح پر ہے اجماع سنت سے سنت موکدہ ہونے
او اجماع سے اجماع اہل مذاہب تو ہمین ہمکو نزاع نہین ہے کلام اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم مین ہے بیس رکعت کے
سنت موکدہ ہونے پر سو اجماع صحابہ اگر ایسا ہوتا تو کتب احادیث اور آثار مین اسکے روایت پائی جاتی اور کتب
احادیث اور آثار مین اسکا نشان نہین ہے **قولہ** صـ۴۰ جہل اس سے بڑھکر کیا ہوگا کہ کثرت روایات کا
اعتبار نکرین اور مقتضای دلیل کے پیچھے کسی نے فتوی نہین دیا ہو یاد رہے **اقول** اگر یہ شخص کسی اہل علم سے
پوچھتا کہ ترجیح قوت دلیل کو ہے یا کثرت روایات کو تو اسکو اپنا جہل کھلجاتا او جہل مرکب سے جہل بسیط اور ہوجاتا
نکو یا جو روایات حنفیہ کہ مخالف مقتضای دلیل ہون بسبب شہرت کے قابل قبول نہین ہوسکتے ہین اور جبکہ
ترجیح مقتضای دلیل معلوم ہے تو موافق مقتضاے دلیل بیان کرنا کسی فعل کو فتوی دینا اوسپر عین ہے اور کیا کر
قولہ صـ۴۱ امر فرمانا حضرت عمر کا بنسبت بیس رکعت تراویح کے تسلیم کرتا ہے الخ **اقول** تسلیم
امر حضرت عمر بیس رکعت سے کہ مانند امر حضرت عمر رضی اللہ رکعت کے کیا مفید ہے اور القول مرجح علی الفعل محض
بیکار کہ دونون طرف قول موجود ہے **قولہ** صـ۴۳ اس قول کو صاحب رد المحتار کے الخ **اقول**
قول اول مین بیان جواز اور استحباب بیس رکعت ہی تراویح مین نہ بیان سنت موکدہ ہونے بیس رکعت کا اور
دوسری قول مین بیان ہے سنت موکدہ ہونے تراویح مین رکعت تراویح کا اور اشارہ طرف اسکے کہ سنت
موکدہ ہونا تراویح کا مجمع علیہا نہین ہے **قولہ** صـ۴۳ پس یہ تعریف اوسی سنت اور مستحب کو شامل ہے کہ جو
فعل آنحضرت صلعم سے ہو الخ **اقول** جمہور فقہای حنفیہ سنت فعل آنحضرت صلعم ہی کو کہتے ہین کہ جسپر مواظبت

جواب فتوای جناب مفتی سعد الله صاحب

از نقاده دودمان مرتضوی جناب مولانا سید امداد العلی صاحب ظله العالی

قوله در تعیین بست رکعت تراویح هرچه حضرت مولانا شاه عبد العزیز رحمة الله علیه تحریر فرموده اند بعینه منقول میشود **اقول** هرچند نقل من حیث هو نقل مورد منع ثلثه نباشد لیکن چون ناقل منقول را مقدمه دلیل دعوی خود گردانیده باشد مورد منع شدن تواند و خدام جناب مفتی صاحب بر ضروری بودن مراعات عدد بست رکعت در تراویح استدلال بدین منقول کرده اند لهذا اتفاق کلام دران خواهد افتاد **قوله** و آن اینست در باب تراویح چیا نچه ایچ حدیث صحیح وارد شده ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرة رکعة همچنان این احادیث هم صحیح وارد شده اند که قالت عائشة رضی الله عنها کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یجتهد فی رمضان ما لا یجتهد فی غیره رواه مسلم وعنها رضی الله عنها کان اذا دخل العشر الاواخر من رمضان احیی اللیل وایقظ اهله وجد وشد المیزر رواه البخاری ومسلم وابو داود والنسائی وعن النعمان بن بشیر قال قمنا مع رسول الله صلعم فی شهر رمضان لیلة ثلث وعشرین الی ثلث اللیل الاول ثم قمنا معه لیلة خمس وعشرین الی نصف اللیل ثم قمنا معه لیلة سبع وعشرین حتی ظننا ان لا ندرک الفلاح ای السحور پس وجه تطبیق درمیان این روایات که صریح دلالت بر زیادت کمی و کیفی نماز آنحضرت صلعم در رمضان بر غیر آن میکند و دران روایت که نفی زیادت میکند همین ست که آن روایت محمول بر نماز تهجد ست که در رمضان و غیر رمضان یکسان بود و غالبا بعدد یازده رکعت مع الوتر میرسید دلیل برین حمل آنست که راوی این حدیث ابو سلمه است در تتمه این روایت میگوید که قالت عائشة فقلت یا رسول الله تنام قبل ان توتر قال یا عائشة ان عینی تنامان ولا ینام قلبی کذا رواه البخاری ومسلم و ظاهر ست که نوم قبل از وتر در نماز تهجد متصور میشود و نه در غیر آن و روایات زیادت محمول بر نماز تراویح ست که در عرف آنوقت بقیام رمضان مسمی بود **اقول** دلالت روایات مذکوره الصدر بر نفس زیادت عبادت آنحضرت در رمضان بر غیر آن مسلم ست واما دلالتش بر زیادت کمی و کیفی نماز آنحضرت در رمضان بر غیر آن پس ممنوع ست حدیث عائشة رضی الله عنها که ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرة رکعة نفی زیادت کمی نماز آنحضرت مطلقا و حدیث جابر رضی الله عنه و قام بهم فی رمضان وصلی ثمان رکعات و یوتر ثم انتظر

واجب القبول نہین بالخصوص اوس وقت مین کہ خطا اوس مصحح کی اوس تصحیح مین ظاہر ہو جاوی اور درایۃ و ظاہر الروایۃ اور ترجیح دیگر مرجحین معارض اوسکے ہو جیسا کہ انحن فیہ مین ہے **شرح منیہ حلبی** مین مسطور ہی لاینبغی ان یعدل عن الدرایۃ اذا وافقتہا روایۃ انتہی **قولہ** صفحہ ۹ تصحیح قاضی خان وغیرہم کو ترک کرکے بیس رکعت کو سنت موکدہ نہین ٹھیراتا ہے بخلاف جمہور فقہا کے منکر اجماع صحابہ ہین **اقول** ترجیح ابن ہمام وغیرہ کو ترک کرکے بیس رکعت کو سنت موکدہ ٹھیراتا ہے اور قاضی خان نے تو بیس رکعت کے سنت موکدہ ہونے کی تصحیح نہین کی ہے بلکہ سنت موکدہ ہونا تراویح کا لکھدیا ہے اور عدد مستحب تراویح کا جو حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک ہے بیس رکعت کو لکھدیا ہے اور یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ جو قاضی خان نے لکھا ہو وہ سب قابل اعتماد ہو دیکھو اسی فتاوی قاضی خان مین چھپا ہے اور خون سے قرآن لکھنا اوس صورت مین کہ اوسمین شفا ہو جائز لکھا ہے اور محیط مین یہ رد کیا گیا ہے اور عموم ہلاکت ہو فقہا ئی اہل علم اور حکایت اجماع صحابہ بیس رکعت تراویح کے سنت موکدہ ہونے پر افترا ہے **قولہ** صفحہ ۹ خاتمۃ الکتاب مین جواب اوسکا بھی مجالس الابرار سے جتنا تبرکا لکہا جاتا ہے الخ **اقول** عبارت مجالس الابرار کچھ مفید مدعا اس قائل کے نہین ہے اوسمین سنت موکدہ ہونا تراویح کا نہ بیس رکعت تراویح کا اور امر فرمانا حضرت عمر کا لوگون کو واسطے جماعت کے اور ابی بن کعب اور تمیم داری کو واسطے امامت کی اور امامت کرنا ابی بن کعب اور تمیم داری کا ساتھ جماعت تراویح کے بدون تصریح عدد رکعات کے اور حضرت عثمان اور حضرت علی اور ابن مسعود اور ابن عباس اور طلحہ اور زبیر اور معاذ وغیرہم مہاجرین اور انصار کے اور موافقت کرنا انکا ساتھ حضرت عمر کے اور رد اور انکار نکرنا انکا حضرت عمر پر اور مواظبت کرنا انکا تراویح باجماعت پر نہ بیس رکعت پر مرقوم ہے اور وہی عشرون رکعۃ آخر مین بیان کا مورد حضرت عمر کا نہین ہے اور حموی کے کلام مین صلاۃ عمر سے امر فرمانا حضرت عمر کا مراد ہے —

[illegible]

بمقتضای دلیل محمول بر سنت غیر موکده باشد و حمل صاحب بحر بر موکده بنا بر ظاهر کلام است خود صاحب بحر قول ابن همام
که مشعر بر سنت موکده نبودن بست رکعت است نقل فرموده و هیچ کلام نکرده پس این سکوتش در معرض بیان بیان
از صاحب بحر است لسنیت موکده بودن بست رکعت در تراویح **قوله** مولانا شاه عبد العزیز می فرماید در روایات صحیحه مرفوعه
تعیین عدد نیامده لیکن از الفاظ مذکوره در احادیث مثل کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یجتهد فی رمضان ما لا یجتهد فی
غیره رواه مسلم معلوم میشود که عددش بسیار بود و در مصنف ابن ابی شیبه بروایت ابن عباس وارد شده که کان رسول الله
صلی الله علیه وسلم یصلی فی رمضان فی غیر جماعة عشرین رکعة والوتر اما بیهقی این روایت را تضعیف نموده به ضعف
جد ابی بکر حال آنکه او آنقدر ضعف ندارد که روایت او مطروح ساخته شود آری اگر معارض آن حدیث صحیح می بود
البته ساقط می شد و آنچه مروی شده ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرة رکعة مراد از آن نماز تهجد است
که در رمضان وغیره برابر بود و آنرا صلوة اللیل می گفتند انتهی **اقول** از الفاظ مذکوره در احادیث معلوم نمی شود
که عددش بسیار بود زیرا که زیادت اجتهاد در رمضان بتطویل رکعات ممکن است و ائمه جرح و تعدیل اتفاق کرده اند
بر ضعف جد ابی بکر بن ابی شیبه شعبه تکذیب وی کرده صالح بن محمد بغدادی گفته ضعیف لا یکتب حدیثه نسائی گفته که
وی متروک الحدیث است بخاری در حق وی گفته سکتوا عنه و اطلاق این لفظ بر او کنند که حدیث وی را ترک کرده باشند
و ترمذی گفته که منکر الحدیث است و این حدیث را ابن عدی در کامل وازدی در متوسط و مزی در تهذیب الکمال و ذهبی در میزان
الاعتدال از مناکیر ابی شیبه شمرده اند پس مطروح ساختن حدیث ابی شیبه با آنقدر ضعف در فهم نمی آید و مراد بودن
از ما کان یزید فی رمضان الحدیث نماز تهجد رافع تعارض شدن نتواند زیرا که نماز تراویح آنحضرت همان نماز تهجد بود **قوله**
و ابن همام مخالفت قوم بقیاس خود کرده و لذا لا یسمع فی هذا الباب **اقول** مخالفت ابن همام بظاهر کلام
قوم بجهت مخالفت ظاهر کلام ایشان بمقتضای دلیل است والعبرة بقوة المدرک پس عدم سماع مخالفتش تحکم است
و بس **قوله** پس معلوم شد که مصداق تراویح نزد حنفیه در مورد سنت وغیرها همان بست رکعت خواهد بود **اقول**
حصر مصداق تراویح مطلقا نزد حنفیه در بست رکعت صریح البطلان است زیرا که سابق گذشت که از ائمه امت در تراویح
ده قول منقول است همچنین حصر مورد سنت در بست رکعت باطل است بلکه مورد سنت موکده نفس تراویح یا هشت رکعت است
نزد کسانیکه قائل بر نسخ فرضیت تهجد از آنحضرت بوده اند و مورد سنت غیر موکده یعنی مستحب بست رکعت است لله **تمام شد**

واجب القبول نہین بالخصوص اوسوقت مین کہ خطا اوس مصحح کی اوس تصحیح مین ظاہر ہوجاوے اور درایۃ اور ظاہر الروایۃ

اور ترجیح دیگر مرجحین معارض اوسکے ہو جیساکہ انکن فیہ مین ہے **شرح منیہ حلبی** مین مسطور ہے لاینبغی

ان یعمل عن الدرایۃ اذا وافقتہا روایۃ انتہی **قولہ** صہ۹ تصحیح قاضی خان وغیرہم کو ترک کرکے بیس رکعت

کو سنت موکدہ نہین ٹھیراتا ہے برخلاف جمہور فقہا کے منکر اجماع صحابہ ہے **اقول** ترجیح ابن ہمام وغیرہ

کو ترک کرکے بیس رکعت کو سنت موکدہ ٹھیراتا ہے اور قاضی خان نے تو بیس رکعت کے سنت موکدہ

ہونے کی تصحیح نہین کی ہے بلکہ سنت موکدہ ہونا تراویح کا لکھدیا ہے اور بعدہ مستحب تراویح کا جو حنفیہ

اور شافعیہ کے نزدیک ہے بیس رکعت کو لکھدیا ہے اور یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ جو قاضیخان نے

لکھا ہو وہ سب قابل اعتماد ہو دیکھو اسی فتاوی قاضی خان مین پیشاب اور خون سے قرآن لکھنا اوس

صورت مین کہ اوسمین شفا ہو جائز لکھا ہے اور محیط مین یہ رد کیا گیا ہے اور دعوی خلاف جمہور فقہا قائل کم

اور حکایت اجماع صحابہ بیس رکعت تراویح کے سنت موکدہ ہونے پر افترا ہے **قولہ** صہ۹ خاتمۃ الکتاب

مین جواب اوسکا بھی مجالس الابرار سے عینا ترجمہ کرتا جاتا ہے الخ **اقول** عبارت مجالس الابرار

کچھ مفید مدعا اس قائل کے نہین ہے اوسمین سنت موکدہ ہونا تراویح کا نہ بیس رکعت تراویح کا اور امر

فرمانا حضرت عمر کا لوگون کو واسطے جمع کرنے کے اوپر ابی بن کعب اور تمیم داری کو واسطے امامت کی اور

امامت کرنا ابی بن کعب اور تمیم داری کا ساتھ جماعت تراویح کے بدون تصریح عدد رکعات کے روبرو حضرت

عثمان اور حضرت علی اور ابن مسعود اور ابن عباس اور طلحہ اور زبیر اور معاذ وغیرہم مہاجرین اور انصار کے

اور موافقت کرنا انکا ساتھ حضرت عمر کے اور رد اور انکار نکرنا انکا حضرت عمر پر اور مواظبت کرنا انکا تراویح

با جماعت پڑھنے پر کعت پر مرقوم ہے اور وہی عشرون رکعۃ آخر مین بیان ہوا ہے اور یہ حضرت عمر کا نہین ہے

اور حموی کے کلام مین صلاۃ عمر سے امر فرمانا حضرت عمر کا مراد ہے —

جواب فتوای جناب مفتی سعد الله صاحب

از نقاوه دودمان مرتضوی جناب مولانا سید امداد العلی صاحب مدظله العالی

قوله در تعیین بست رکعت تراویح هرچه حضرت مولانا شاه عبد العزیز رحمة الله علیه تحریر فرموده اند بعینه منقول میشود
اقول هرچند نقل من حیث هو نقل مورد منع ثلثه نباشد لیکن چون ناقل منقول را مقدمه دلیل دعوی خود
گردانیده باشد مورد منع شدن تواند خدام جناب مفتی صاحب بر ضروری بودن مراعاة عدد بست رکعت در
تراویح استدلال بدین منقول کرده اند لهذا اتفاق کلام دران خواهد افتاد **قوله** دان هیئت در باب تراویح چنانچه
آید حدیث صحیح وارد شده ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرة رکعة همچنان این احادیث هم
صحیح وارد شده اند که قالت عائشة رضی الله عنها کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یجتهد فی رمضان ما لا یجتهد فی غیره
رواه مسلم وعنها رضی الله عنها کان اذا دخل العشر الاواخر من رمضان احیی لیله وایقظ اهله وجد وشد المیزر
رواه الشیخان ومسلم وابو داود والنسائی وعن النعمان بن بشیر قال قمنا مع رسول الله صلعم فی شهر رمضان لیلة
ثلث وعشرین الی ثلث اللیل الاول ثم قمنا معه لیلة خمس وعشرین الی نصف اللیل ثم قمنا معه لیلة سبع وعشرین حتی ظننا
ان لا ندرک الفلاح ای السحور پس وجه تطبیق درمیان این روایات که صریح دلالت بر زیادت کمی و کیفی نماز آنحضرت صلعم
در رمضان بر غیر آن میکند و دران روایت که نفی زیادت میکند همین ست که آن روایت محمول بر نماز تهجد ست که در
رمضان و غیر رمضان یکسان بود و غالبا عدد یازده رکعت مع الوتر میرسید دلیل برین حمل آنست که راوی این حدیث
ابو سلمه است در تتمه این روایت میگوید که قالت عائشة فقلت یا رسول الله تنام قبل ان توتر قال یا عائشة ان عینی
تنامان ولا ینام قلبی کذا رواه البخاری ومسلم و ظاهر ست که نوم قبل از وتر در نماز تهجد متصور میشود و نه در غیر آن و روایات
زیادت محمول بر نماز تراویح ست که در عرف آنوقت بقیام رمضان مسمی بود **اقول** دلالت روایات مذکور الصدر بر
نفس زیادت عبادت آنحضرت در رمضان بر غیر آن مسلم است واما دلالتش بر زیادت کمی و کیفی نماز آنحضرت در رمضان
بر غیر آن پس ممنوع ست حدیث عائشه رضی الله عنها که ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرة رکعة
نفی زیادت کمی نماز آنحضرت مطلقا و حدیث جابر رضی الله عنه قام بهم فی رمضان فصلی ثمان رکعات و اوتر ثم انتظروه

من القابلة فلم یخرج الیهم فاتوه فقال خشیت ان یکتب علیکم رواه ابن حبان وغیره یعنی زیادت کی نماز آنحضرت در شبهای رمضان که بجماعت گذارده می نماید در صورت تطبیق درمیان حدیث عائشه وحدیث جابر در میان روایتیکه بر نفی زیادت نماز آنحضرت در رمضان بر غیر آن دلالت کرده باشد بگل زیادت درین روایت بر زیادت کیفی سهل است

تطبیق مولانا فرع ثبوت تغائر درمیان نماز تهجد و نماز تراویح آنحضرت صلی الله علیه وسلم است و از احادیث و آثار تغائر درمیان نماز تهجد و نماز تراویح آنحضرت ثابت نمیشود بلکه مستفاد از آن چنانست که تراویح حضرت رسالت علیه الصلوٰة والتحیة همان نماز تهجد بود که آنرا به توسعه در وقت سه شب شبی تا گذشتن ثلث شب و شبی تا گذشتن نصف شب و شبی تا آخر شب بجماعت گذارده حدیث نعمان بن بشیر اندریج قول مولانا ست مفید مدعا ست وحدیث ابی ذر قال صمنا مع رسول الله صلعم فلم یقم بنا شیئا من الشهر حتی بقی سبع فقام بنا حتی ذهب ثلث اللیل فلما کانت السادسة لم یقم بنا فلما کانت الخامسة قام بنا حتی ذهب شطر اللیل فقلت یا رسول الله لو نفلتنا قیام هذه اللیلة فقال ان الرجل اذا صلی مع الامام حتی ینصرف حسب له قیام لیلة فلما کانت الرابعة لم یقم بنا حتی بقی ثلث اللیل فلما کانت الثالثة جمع اهله ونساءه والناس فقام بنا حتی خشینا ان یفوتنا الفلاح قلت وما الفلاح قال السحور رواه ابوداود والترمذی وغیرهم شاهد آنست وحدیث عبد الله بن ابی قال سمعت ابی یقول کنا ننصرف فی رمضان فنستعجل الخدم بالطعام مخافة الفجر رواه مالک موید آن و اقوال ائمه حدیث مانند خطابی و ابن جوزی و ابن حجر عسقلانی وغیرهم نیز مشعر برین معنی ست ابن حجر عسقلانی در فتح الباری بذیل شرح فلما اصبح قال قد رایت الذی صنعتم ولم یمنعنی من الخروج الیکم الا انی خشیت ان یفرض علیکم وذلک فی رمضان نوشته قد استشکل الخطابی هذه الخشیة مع ما ثبت فی حدیث الاسراء انه قال هی خمس وهن خمسون لا یبدل القول لدی فاذا امن من التبدیل لم یخف من الزیادة واجاب عنه الخطابی بانه بان صلوة اللیل کانت واجبة علی النبی صلی الله علیه وسلم وافعاله الشرعیة تجب علی الامة للاقتداء به لا من طریق انشاء فرض جدید زائد علی الخمس و پس ازین جوابی دیگر از خطابی نقل کرده نوشته وقد تلقی هذین الجوابین عن الخطابی ابن الجوزی وجماعة وهو مبنی علی ان قیام اللیل کان واجبا علیه وعلی وجوب الاقتداء بافعاله وفی کل منهما نزاع و بعد ازین نوشته وفی فتح الباری ثلثة اجوبة اخری احدها ان یکون خوف افتراض قیام اللیل بمعنی جعل التهجد فی المسجد جماعة شرطا فی صحة التنفل باللیل و دو جواب دیگر رقم کرده نگاشت واقوی هذه الاجوبة الثلثة فی نظری الاول پس

پس از ینهمه آنچه از فتح الباری پیرایه نقل پوشیده ظاهر است که نزد خطابی وابن الجوزی وابن حجر وغیرهم بودن نماز
تراویح آنحضرت علیه الصلوة والتحیة نماز تهجد مسلم است و **شیخ عبدالحق** دهلوی در ترجمه مشکوة نوشته و صحیح آنست
آنچه آنحضرت گذارد همان نماز تهجد وی بود که یازده رکعت است انتهی و در فتح سر المنان فی تایید مذهب النعمان نوشته
وقد علم من هذه الاحادیث ان رسول الله صلعم لم یقم فی رمضان الا لیالی تعدده واعتذر عن المواظبة علی ما على لخشیة ان
یفرض ثم الصحیح انما کانت صلوته التی کانت یصلیها باللیل وهی احدی عشرة رکعة کما مر فی اول باب صلوة اللیل من
حدیث ابی سلمه انه سال عائشة کیف کانت صلوة رسول الله فی رمضان قالت ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیره علی
احدی عشرة رکعة انتهی پس موسوم بقیام رمضان و در عرف انوقت قیام اللیل در شبهای رمضان باشد **قوله** آری
برانکه قیام رمضان چند رکعت او امیر موزند در روایات صحیحه مرفوعه تعیین عدد نیامده لیکن از الفاظ مذکوره در جد وجهد
آنحضرت صلی الله علیه وسلم معلوم میشود که عددش بسیار بود و در مصنف ابن ابی شیبه و سنن بیهقی بروایت ابن
عباس رضی الله عنه وارد شده که کان رسول الله صلعم یصلی فی رمضان فی غیر جماعة بعشرین رکعة والوتر اما بیهقی این
روایت را تضعیف نموده بعلت آنکه راوی الحدیث ابی بکر بن ابی شیبه است که ابوشیبه است حالانکه ابوشیبه جد
ابوبکر بن ابی شیبه انتهی ضعف ندارد و که روایت از طرح ساخته شود آری اگر معارض احادیث صحیحه بود البته
ساقط میگشت وقد سبق ان ما توهم معارضا له اعنی حدیث ابی سلمه عن عائشة المتقدم ذکره لیس معارضا بالحقیقة
فبقی سالما کیف وقد تایّد بفعل الصحابة رضی الله عنهم کما رواه البیهقی فی سننه باسناد صحیح عن السائب بن یزید رضی الله
عنه قال کانوا یقومون علی عهد عمر بن الخطاب رضی الله عنه فی شهر رمضان بعشرین رکعة وروی مالک فی الموطا
عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر رضی الله عنه بثلث وعشرین وفی روایة باحدی عشرة -
اقول - از الفاظ مذکوره جد وجهد بسیاری عدد معلوم نمیشود چنانکه سابق نوشته شد و ضعف ابی شیبه
اتفاق ائمه جرح وتعدیل است تا آنکه بعض نقادین رجال بمتروک الحدیث ومنکر الحدیث وکاذب بودن او نص موده اند
فی تهذیب الکمال وقد ضعفه احمد وابن معین والبخاری والنسائی وابوحاتم الرازی وابن المدینی وابوداود والترمذی
والاحوص بن الفضل الغلابی وقال الترمذی فیه منکر الحدیث وقال الجرجانی ساقط وقال ابوعلی النیسابوری لیس بالقوی
وقال صالح بن محمد البغدادی ضعیف لا یکتب حدیثه وقال معاذ العنبری کتبت الی شعبة اسال عنه اروی عنه قال

لا تروعنه فانه رجل مذموم و در **میزان الاعتدال** است كذبه شعبة وقال النسائي متروك الحديث ومن مناكير
ابي شيبة ما روى البغوي حدثنا منصور بن ابي مزاحم حدثنا ابو شيبة عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس كان رسول الله
صلعم يصلي في شهر رمضان في غير جماعة بعشرين ركعة والوتر و تاثير اين مقدار ضعف در اصول مقرر است چنانكه بر ماهر
پوشيده نيست پس ضعف داشتن ابي شيبة آنقدر كه روايت او را مطروح ساخته شود در نظر ما مردم نمي آيد ماهرين
حال رجال خود مطرح را در ايشان خود تصحيح كرده اند و رفع تعارض درميان حديث ابن عباس كه بطريق ابي شيبه
مروي است و درميان حديث عائشة از تطبيق سابق موقوف بر صحت تطبيق مذكور است و آن محل نظر است چنانكه
گذشت و عمل صحابه بچيزي مستلزم بودنش فعل آنحضرت صلى الله عليه وسلم نيست تا كه تاييد حديث ابي شيبه بفعل
صحابه متصور گردد **قوله** و بيهقي درين هر دو روايت جمع نموده است باين طريق كه اول صحابه كرام عدد يازده را
كه عدد مشهور تهجد آنحضرت بود درين نماز هم اختيار فرموده بودند للعلة المشتركة بينهما لكون كلاهما صلوة الليل و چون
نزد ايشان ثابت شد كه آنحضرت صلى الله عليه وسلم درين ماه درين قيام زيادت از ان عدد ميفرمودند و بعشرين
ميرسانيدند من بعد عدد بست و سه را اختيار كردند برين عدد اجماع شد و بعد از تحقق اجماع مراعات اين عدد هم
از ضروريات گشت در حق قرون متاخره انتهى **اقول** جمع بين الروايتين بميان اخراج هر دو عدد باختلاف
احوال خود ظاهر است حاجت هيچ تكلف درين جمع نيست حافظ ابن حجر در فتح الباري نوشته والجمع بين هذه الروايات
ممكن باختلاف الاحوال ويحتمل ان ذلك الاختلاف بحسب تطويل القراءة وتخفيفها فحيث تطول القراءة تقل الركعات
وبالعكس و به جزم الداودي وغيره پس مراد بيهقي از انچه در طريق جمع بين الروايتين نوشته اگر ان باشد كه در اول
جواز بست ركعت معلوم نبود و جز يازده ركعت رائج نبود و در آخر اجماع صحابه بر جواز بست ركعت قرار يافت و
رواج آن نيز شد از ضروريات گشتن مراعات اين عدد در حق قرون متاخره بعد از تحقق اين اجماع چگونه لازم
آيد زيراكه غاية آنچه از ثبوت اجماع بر جواز بست ركعت لازم مي آيد وجوب اعتقاد جواز بست ركعت و خواندن بست
ركعت بر سبيل جواز نه بر طريق ديگر است قال الاسنوي في شرح المنهاج ان اتباعهم في المباح ايضا واجب
ومعنى وجوبه هو ما قلناه كوجوب اتباع النبي صلى الله عليه وسلم في المباح هو اعتقاد اباحته وان فعله على جهة الاباحة لا على
جهة اخرى واگر آن باشد كه در اول يازده ركعت جائز بود پس از ان جوازش منسوخ گرديده و بر وجوب بست ركعت

اجماع شد پس صحتش فرع ثبوت نسخ و ثبوت اجماع بوجه درست و آن هنوز ثابت نیست اگر این نسخ در باب صحت میرسید تجویز تخییر درمیان یازده رکعت و بست و سه رکعت از امام احمد چنانکه در مسوی است و اکتفا بر ادای شانزده رکعت از ابی مجلز چنانکه محمد بن نصر مروزی در قیام اللیل روایت کرده و اختیار چهل و یک رکعت از محمد بن اسحق و اختیار یازده رکعت برای خود از امام مالک چنانکه عینی در شرح صحیح البخاری آورده و گذاردن یازده رکعت از بعض سلف در عهد عمر بن عبد العزیز چنانکه در ما ثبت بالسنة مسطور است چگونه واقع شدی و نیز علمای ائمه مذکورین از این نسخ و آن جمع غافل ماندند و خبر نمیشدند و قول بیهقی که با این تفصیل که مندرج فتوی است در کتابها بجائی که تفتیش دیده شد یافته نمیشود چنانچه ابن العراقی در شرح تقریب نوشته عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون فی زمن عمر بثلث و عشرین و فی روایة باحدی عشرة و جمع البیهقی بینهما بانهم کانوا یقومون باحدی عشرة ثم قاموا بعشرین و اوتروا بثلث انتهی و فی فتح القدیر قال البیهقی و الثلث هو الوتر و لا ینافیه الروایة السابقة فانه وقع اولا ثم استقر الامر علی عشرین انتهی فقط

تمت

جواب فتوی جناب مفتی محمد یوسف صاحب مدرس مدرسه جونپور

از امام العصر مولانا سید امداد العلی صاحب مد ظله العالی

قوله اگر کسی از پیروان امام اعظم احیانا لفظ سنت را درین باب بموکده تقیید نماید مراد از آن نیز موکده باشد

اقول مراد درین باب اگر نفس تراویح قطع نظر از عددی معین از اعداد ست نه بست رکعت پس مراد بودن موکده از آن در کلام کسیکه به نسخ فرضیت تهجد در حق حضرت رسالت علیه الصلوة و التحیة قائل گردید مسلم است و اما در کلام کسیکه قائل نسخ نیست ممنوع زیرا که نماز تراویح آنحضرت نماز تهجد بود چنانچه شیخ عبد الحق دهلوی در ترجمه مشکوة گفته و صحیح آنست که آنچه آنحضرت گذارده همان نماز تهجد بود و یازده رکعت سنت انتهی و همچنین از کلام خطابی و ابن جوزی و ابن حجر عسقلانی ظاهر است پس حکمش حکم تهجد باشد و اگر بست رکعت است اراده موکده از آن حمل کلام بر خلاف مقتضای دلیل است زیرا که فقها در تعریف سنت موکده مواظبت آنحضرت صلی الله علیه وسلم را اخذ کرده اند

وبست رکعت از فعل آنحضرت ثابت نیست چه جائیکه بران مواظبت آنحضرت علیه الصلوة والتحیة ثابت گردد **قوله**
المعدود رکعات ان نیز نزد حنفیه غیر از بست بثبوت نرسیده **اقول** مراد از ثبوت نرسیدن غیر از بست اگر ثبوت
نرسیدن غیر بست از اصحاب مذهب ست پس از ثبوت نرسیدن غیر بست سنت مؤکده بودن بست رکعت لازم نمی آید
زیراکه مآلش آنست که اصحاب مذهب بست رکعت را بعدد ثابته امر اختیار فرموده اند پس اصحاب مذهب اگر در سلف معدود
باشند بست رکعت برین تقدیر از باب سنت باشد ورنه از باب سلف مستحب است نه سنت مؤکده و اگر ثبوت نرسیدن
غیر بست مطلقا ست پس درین قول تجهیل حنفیه است زیراکه در عدد وی ده قول منقول است چنانچه عینی در شرح
صحیح البخاری بتفصیل آن پرداخت و از آنحضرت و صحابه کرام و تابعین عظام عدد هشت رکعت و با وتر یازده رکعت باسانید
صحیحه ثابت ست فی الصحیحین وغیرهما عن ابی سلمة انه سأل عائشة رضی الله عنها کیف کان صلوة رسول الله فی
رمضان قالت ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرة رکعة وفی صحیح ابن حبان عن جابر رضی الله عنه
قال انه صلی الله علیه وسلم قام بهم فی رمضان فصلی ثمان رکعات واوتر ثم انتظروه من القابلة فلم یخرج الیهم فاتوه
فقال خشیت ان یکتب علیکم ونحوه فی صحیح ابن خزیمة وفی مصنف ابن ابی شیبة عن السائب بن یزید انه قال
قال عمر بن الخطاب ابی بن کعب وسلیمان بن ابی حثمة ان یقوما للناس باحدی عشر رکعة وفی الموطا للامام مالک
عن السائب بن یزید قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب وتمیم الداری ان یقوما للناس باحدی عشر رکعة و
مثله فی سنن سعید بن منصور وایضا فی سنن سعید بن منصور عن السائب بن یزید یقول کنا نقوم فی زمان
عمر بن الخطاب باحدی عشر رکعة وفی عمدة القاری وقیل احدی عشرة رکعة وهو اختاره مالک لنفسه واختاره
ابوبکر بن العربی وفی ما ثبت بالسنة وروی انه کان بعض السلف فی عهد عمر بن عبد العزیز یصلون باحدی عشرة
رکعة **قوله** بلکه همین بست رکعت نزد شان موسوم به تراویح است فی السراجیة التراویح سنة خمس ترویحات
کل ترویحة اربع رکعات وفی الکنز وسن فی رمضان عشرون رکعة قال صاحب البحر وانما لم یذکر مع السنن المؤکدة
قبل النوافل المطلقة لکثرة شعبها ولاختصاصها بحکم من بین سائر السنن وهو الاداء بجماعة **اقول** ازین
روایات صرف روایت سراجیة التبه موهم تسمیه است واگر دران سنت مضاف بسوی ضمیر عود یا خمس ترویحات
خبر مبتدای محذوف باشد این وهم ازان مندفع ست باقی سنت در روایت سراجیه وکنز برای مطالقت روایتین

ظاہر مشیر اسکے طرف ہی کہ کلام مشائخ اگر واسطے موافقت مقتضای دلیل کے مصروف عن الظاہر کیا جاوی تو توجیہ
مخالفت اونکی کلام مین او مقتضای دلیل مین نہین ہے جناب قائل کچہ اقتضاء النص اور دلالۃ النص کو نہین سمجہتے
ہین سنے محل مصطلحات اصولیین کو استعمال فرماتے ہین اقتضاء النص کو دلالت مطابقی فرماکے دلالت النص کا
دلالت مطابقی ہونا ظاہر کرتے ہین اور خبر نہین کہ ثابت بدلالۃ النص سے بہی ثابت بمدلول التزامی ہی **قولہ**
ص۵۰ مدعی یہ لکہتا ہے کہ عبارات مین سنت مطلقا اولی بیان کی ہی [illegible] سنت [illegible] غیر موکدہ [illegible]
مراد لیتے ہین **اقول** یہ افترا ہے [illegible] نے [illegible] لکہا **قولہ** [illegible] لکہا ہے [illegible]
للتوضی ان یتوضأ [illegible] الخ **اقول** اس عبارت [illegible] سنت [illegible] نہین ہے بلکہ
موافق قدوری کے اور مسئلہ قدوری استحباب [illegible] سے [illegible] فتح القدیر مین [illegible] مستحب کے
لکہا ہے لاسند لہ اور پہر لکہا ولذا خالفہ المصنف [illegible] فی الحلیۃ وحکم [illegible] بقولہ [illegible] الوضوء [illegible]
جامع الرموز مین مسطور ہی فی خزانۃ الفقہ ومختصر القدوری والاختیار وغیرہا کا مسئلہ [illegible] مستحب [illegible]
قولہ ص۵۵ ما ثبت بالسنۃ مین لکہا ہے الخ **اقول** ثبوت [illegible] کا زمان حضرت عمر سے
محل نزاع نہین ہے نزاع مواظبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین ہے [illegible]
پڑہنا ہی آنحضرت صلعم سے ثابت نہین ہے چہ جای کہ مواظبت آنحضرت صلعم [illegible] ثابت ہو
اور شرح فارسی مشکوۃ اور نہایۃ المراد مین جو [illegible] بیس آپکا مسطور ہے [illegible]
کی ہی کہ مسکا ضعف اداء السنۃ مین مذکور ہو چکا ہے اور قیام لیل ہونا تراویح کا نہایۃ المراد سے بہی ثابت
ہے اور سنت موکدہ ہونا نفس تراویح کا اوسمین مسطور ہے [illegible] تراویح کا [illegible] اور [illegible]
کہنا اوسکو جو تراویح کو سنت موکدہ نہ کہے اور دعوی اجماع صحابہ سنت موکدہ ہونے تراویح پر سنے دلیل
اور بے سند ہے قابل اعتبار کے نہین **قولہ** ص۲۶ یہی اصح ہے الخ **اقول** اصح کہنا سنت
موکدہ ہونے تراویح کا بطور مذہب جمہور حنفیہ نہین بن سکتا ہے اور حمل سنت عبارات متون اور شروح
مین مدحق تراویح سنت موکدہ پر حمل ہی محمل غیر صحیح پر اور قول خصم اگرچہ بمقابلہ بعض حنفیہ ہو بجہت موافقت
کے ساتہ اور حنفیہ کے اور مطابقت کی ساتہ اصول حنفیہ کے قابل اعتماد ہے اور تراویح کسی نفل کا

اشتہار

پوشیدہ نرہے کہ راقم ہمیشہ بیس رکعت تراویح پڑہتا ہے اور لوگونکو امر بھی بیس ہی رکعت پڑہنے کا کرتا ہے لیکن اس جہت سے کہ علماء فقہاء حنفیہ نے تصحیح کی ہے کہ سنت اس فعل کو کہتے ہین کہ جسپر مواظبت نفس نفیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو اور سنت موکدہ اوسی قسم سنت کی ہے اور بیس رکعت کا پڑہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین ہے جیساکہ آگے کو ثابت ہوگا اسیواسطے بیس رکعت کو سنت موکدہ نہین جانتا تاکہ بیس رکعت کا سنت خلفای راشدین کہ سنت موکدہ نہین ہوتے ہین اور مستحب ہونے کو کہتا ہے اور آٹھ رکعت ساتھ تین رکعت وتر کے پڑہنے والونکو برا نہین جانتا اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن راتون مین کہ تراویح کو ساتھ جماعت کے پڑہا ہے آٹھ ہی رکعت کو پڑہا ہے اور بزمان خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ بامر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابی بن کعب و تمیم داری اور سلیمان بن ابی حثمہ نے گیارہ رکعت پڑہائے ہین اور بعض سلف عہد عمر بن عبد العزیز مین بھی گیارہ رکعت پڑہتے تھے جیساکہ ماثبت بالسنۃ مین ہے اور امام مالک نے اپنے نفس کے لیے بھی گیارہ رکعت کو اختیار کیا ہے جیساکہ عمدۃ القاری مین ہے اور امام احمد نے درمیان گیارہ اور بیس کے تخییر فرمائی ہے جیساکہ مسوّی مین ہے اور کسی حدیث صحیح یا اثر معتبر سے منحصر ہوجانا تراویح کا بیس رکعت مین اور ممنوع ہوجانا آٹھ رکعت کا ثابت نہین ہوتا ہے اور جو اجماع اسپر کہتا ہے غلط کہتا ہے اور رواج اور جواز اور استحباب اور مختار حنفیہ اور شافعیہ ہونے بیس رکعت مین کلام نہین ہے کلام سنت موکدہ ہونے بیس رکعت مین ہے کہ بمقتضای اصول حنفیہ سنت موکدہ ہونا بیس رکعت کا ثابت نہین ہوتا ہے مولوی عبدالرحمن صاحب اور اونکے شورے اور صلاح دینے والے مولوی عبداللہ قندہاری کہ علم و فضل اونکا اونکی تقریظ کی عبارت سے کہ توضیح السنۃ الہدی کے خاتمہ پر مرقوم ہے ظاہر ہے اگر امداد السنۃ اور نور الہدی کو بغور مطالعہ فرمالیتے تو عامیانہ باتون سے کہ جیسے توضیح السنۃ الہدی از قبیل برعکس نہند نام زنگی کافور ہے کیون مرتکب ہوتے اور بالانصاف شاید صراط مستقیم سے تجاوز نکرتے اور تحقیق راقم کو کہ موافق اصول حنفیہ ہے تسلیم فرماتے جسوقت مین کہ رسالہ نور الہدی مطبوع ہوا اور رسالہ امداد السنۃ لکہا گیا

نہ قیام لیل غیر رمضان اور مذہب امام احمد اور مختار امام مالک سے ہیئتہ آٹھہ رکعت پڑہنے کے ثابت ہی اور عدم جواز پڑہنے آٹھ رکعت تراویح کا مذہب کسی امام کا نہین ہے اور راقم نے صفحہ ۴۸ مین اوسکو کہ جسپر خلفاء نے مواظبت فرمائی ہو موصوف بہ سنت حنفیہ کا سنت کہنا لکھا ہے نہ سنت موکدہ کہنا **قولہ** صـــ ۵۴ـــ خاص کرنا صاحب فتح القدیر کا صرف بلانا آنحضرت کا طرف سنت خلفای راشدین کی کس معنی کر کے ہوگا **اقول** ہرچند کہ اس حدیث مین بلانا طرف سنت آنحضرت اور سنت خلفای راشدین دونون کی ہے لیکن چونکہ مقصود ابن ہمام کو بیان بیان کرنا بیس رکعت سنت خلفای راشدین کا تہا لہذا اوسی مقصود ہی سے تعرض کیا پس یہ تخصیص بنظر اہتمام مقصود ہے **قولہ** صـــ ۵۴ـــ یہ اعتراض وارد ہوتا ہی الخ **اقول** یہ عدم استلزام تعریف سنت سے پیدا ہے کہ جمہور فقہا سنت اوسکو کہتی ہین کہ جسپر مواظبت نفس نفیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہو اور حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین مین مذہب اخذ سنتین سے ہے اس حدیث کو دلالت اسپر نہین ہے کہ سنت خلفای راشدین سنت مصطلحہ فقہای ہو اور القول مرجح علی الفعل کا بیان محل نہین ہے یہ وقت تعارض کے درمیان قول اور فعل کے ہوتا ہے اور رد بیان السنۃ ما واظبہ بنفسہ حدیث مذکور کے تعارض سمجہنا سہوی سادہ لوحی کی اور کیا ہے حدیث مین صرف امر اخذ سنتین ہی بیان معنی سنتین نہین سنت بیان یا بمعنی مطلق طریقہ کے ہے یا بمعنی طریقہ مسلوکہ فی الدین کے اور جسنی تراویح کا سنت موکدہ ہونا بدلیل مواظبت خلفای راشدین لکہا ہے قول اوسکا لائق اعتبار کی نہین ہے کیونکہ جو تعریف سنت موکدہ کی جمہور فقہا نے کی ہے وہ سنت خلفای راشدین پر صادق نہین ہے **قولہ** صـــ ۵۵ـــ اس جگہہ درمیان دلیل کہ عبارت دلالۃ النص سے ہے الخ **اقول** حدیث علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین نہ دلیل سنت مصطلحہ فقہا ہونے بیس رکعت تراویح کے ہے اور نہ سنت مصطلحہ فقہا ہونے سنت خلفای راشدین کے دلیل سنت مصطلحہ فقہا ہونے اوس فعل کے کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت فرمائی ہو تعریف کرنا فقہا کا ہی سنت کی ساتہہ اوس کام کے کہ جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت فرمائی ہو اور مقتضی دلیل کا نہ سنت ہونا اوس فعل کا ہے کہ جسپر آپکی مواظبت نہو گو اوسپر مواظبت خلفای راشدین ہو اور بیس رکعت پر آپکی مواظبت نہین ہی تو مقتضای دلیل نہ سنت ہونا بیس رکعت کا ہی تو بیان درمیان دلیل اور مقتضای دلیل کے تعارض کہان سے ہے ہان یہ مقتضی مخالف ظاہر کلام بعض مشائخ ہی سو لفظ

غلطنامہ رسالہ امداد الغوی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۳	دو سالہ	دو رسالہ	۲۳	۱۳	پ	چ	۳۵	۲۰	علقہ	علقمہ
۳	۶	ہزا	کنا	//	۱۴	پہ نقل	بہ نقل	۳۶	۶	استثنای	استثنائیہ
۴	۲۱	طوع	تطوع	//	//	کیاہی	کیا گیا ہی	//	۹	ردوا	روایت
۴	۶	اوریہی	اوربہی	۲۵	۲	الدماں	علی الانسان	//	۱۹	راجع طر	طرف
//	۴	قعدہ	دفعودہ	۲۶	۶	پڑہنیوا	پڑہیوا	۱/۲	۲	روامکہ	رداشکہ
۶	۱	قبل	قبیل	۲۷	۱	منتی	منطقی	//	۵	تعائر	تغایر
//	۱۹	لکہتے	کہتے	۲۸	۱۱	فعہ	ہ	//	۷	تااخر	تا اخر
۱۰	۲	بہی	یہی	//	۱۴	ہوسری	دوسری	//	۲۰	شلغہ	ثیامۃ
۱۱	۴	احد	اور	//	۱۵	مونوں	دونون	//	۲۱	الثلیثہ	الثالثۃ
//	۱۷	اوریہی	اوربہی	۳۰	۸	مسماۃ	مسماہ	۳۲	۲۱	رقم کردو	رقم کردہ
۱۵	۱	ہکذر	کلذا	۳۱	۱۵	کتب	کذب	۴۳	۲۱	اردی	الاردی
۱۶	۵	ہیں	میں	۳۲	۶	اوسے	اوسنے	//	۵	رجال خرد	رجال
//	//	اوپہری	اوسپرہی	//	۱۱	حدیث	اوربیث	۳۵	۶	بیہقی کہ	بیہقی
//	۱۲	اصولتیں	اصولیتین	۳۴	۱۳	ہونر	ہو	۴۷	۲	گردہ	دران گردہ
۱۹	۸	عبدالعزیز	عبدالعزیز بن	//	۱۵	ہویا	ہونا	//	۳	نسبت	بستت
۲۲	۱۳	ہونا	ہونے	۲۵	۱۳	تقیتن	تبیین	//	۱۳	تری	مری